قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابوسعید

Online Edition

منگل 09 نومبر 2021ء | 03 ربیع الثانی 1443 ہجری قمری | 09 نبوت 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:266

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَحِلُّ لَکُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرۡهًا ؕ وَ لَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَیۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ فَاِنۡ کَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَهُوۡا شَیۡئًا وَّ یَجۡعَلَ اللّٰهُ فِیۡهِ خَیۡرًا کَثِیۡرًا ﴿۲۰﴾

(النساء: 20)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم زبردستی کرتے ہوئے عورتوں کا ورثہ لو اور انہیں اس غرض سے تنگ نہ کرو کہ تم جو کچھ انہیں دے بیٹھے ہو اس میں سے کچھ پھر لے بھاگو۔ سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں اور ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بیٹیوں کا حق وراثت

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ربیع کی بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کے ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ دونوں سعد بن ربیعؓ کی بیٹیاں ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑتے ہوئے احد کے دن شہید ہو گئے تھے۔ اور ان کے چچا نے ان دونوں کا مال لے لیا ہے اور ان کے لیے مال نہیں چھوڑا اور ان دونوں کا نکاح بھی نہیں ہوسکتا جب تک ان کے پاس مال نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔ اس پر میراث کے احکام پر مشتمل آیت نازل ہوئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا کو بلوایا اور فرمایا کہ سعد کی بیٹیوں کو سعد کے مال کا تیسرا حصہ دو اور ان دونوں کی والدہ کو آٹھواں حصہ دو اور جو بچ جائے وہ تمہارا ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الفرائض، باب ما جاء فی میراث البنات، حدیث نمبر 2092)

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”لوگ عورتوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، وارثت کے حقوق۔ اور ان کا شرعی حصہ نہیں دیتے اب بھی یہ بات سامنے آتی ہے برصغیر میں اور جگہوں پر بھی ہو گی کہ عورتوں کو ان کا شرعی حصہ نہیں دیا جاتا۔ وراثت میں ان کو جو اُن کا حق بنتا ہے نہیں ملتا۔ اور یہ بات نظام کے سامنے تب آتی ہے جب بعض عورتیں وصیت کرتی ہیں تو لکھ دیتی ہیں مجھے وراثت میں اتنی جائیداد تو ملی تھی لیکن مَیں نے اپنے بھائی کو یا بھائیوں کو دے دی اور اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اب اگر آپ گہرائی میں جاکر دیکھیں، جب بھی جائزہ لیا گیا تو پتہ یہی لگتا ہے کہ بھائی نے یا بھائیوں نے حصہ نہیں دیا اور اپنی عزت کی خاطر یہ بیان دے دیا کہ ہم نے دے دی ہے۔ یا کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ بھائی یا دوسرے ورثاء بالکل معمولی سی رقم اس کے بدلہ میں دے دیتے ہیں حالانکہ اصل جائیداد کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے۔۔۔۔ اس لئے جو بھی حقیقت ہے، قطع نظر اس کے کہ آپ کے بھائی پر کوئی حرف آتا ہے یا ناراضگی ہو یا نہ ہو، حقیقت حال جو ہے وہ بہرحال واضح کرنی چاہئے۔ تا کہ ایک تو یہ کہ کسی کا حق مارا گیا ہے تو نظام حرکت میں آئے اور ان کو حق دلوایا جائے۔ دوسرے ایک چیز جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے شریعت کی رو سے اس سے وہ اپنے آپ کو کیوں محروم کر رہی ہیں۔“

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ نمبر 115-116)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

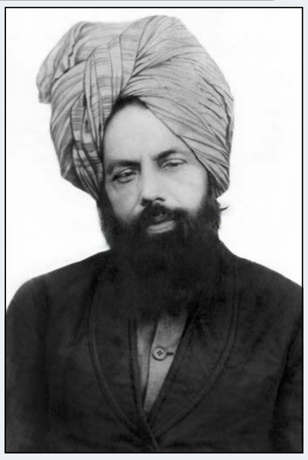

عورتوں کا حق وراثت

ایک شخص اپنی منکوحہ سے مہر بخشوانا چاہتا تھا مگر وہ عورت کہتی تھی تو اپنی نصف نیکیاں مجھے دیدے تو بخش دوں۔ خاوند کہتا رہا کہ میرے پاس حسنات بہت کم ہیں بلکہ بالکل ہی نہیں ہیں۔ اب وہ عورت مر گئی ہے خاوند کیا کرے؟ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

”اسے چاہیئے کہ اس کا مہر اس کے وارثوں کو دیدے۔ اگر اس کی اولاد ہے تو وہ بھی وارثوں سے ہے۔ شرعی حصہ لے سکتی ہے اور علیٰ ہٰذا القیاس خاوند بھی لے سکتا ہے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 235، 236 ایڈیشن 1988ء)

”ایک شخص مثلاً زید نام لاولد فوت ہو گیا ہے۔ زید کی ایک ہمشیرہ تھی جو زید کی حین حیات میں بیاہی گئی تھی۔ بہ سبب اس کے کہ خاوند سے بن نہ آئی، اپنے بھائی کے گھر میں رہتی تھی اور وہیں رہی یہاں تک کہ زید مر گیا۔ زید کے مرنے کے بعد اس عورت نے بغیر اس کے کہ پہلے خاوند سے باقاعدہ طلاق حاصل کرتی ایک اور شخص سے نکاح کر لیا جو کہ ناجائز ہے۔ زید کے ترکہ میں جو لوگ حقدار ہیں کیا ان کے درمیان انکی ہمشیرہ بھی شامل ہے یا اس کو حصہ نہیں ملنا چاہیے؟

حضرت نے فرمایا کہ: اس کو حصہ شرعی ملنا چاہیے کیونکہ بھائی کی زندگی میں وہ اس کے پاس رہی اور فاسق ہو جانے سے اس کا حق وراثت باطل نہیں ہوسکتا۔ شرعی حصہ اس کو برابر ملنا چاہیے۔ باقی معاملہ اس کا خداتعالیٰ کے ساتھ ہے۔۔۔۔ اس کے شرعی حق میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 294 ایڈیشن 1988ء)

اس شمارہ میں

- خدام احمدیت (منظوم)
- کتابِ تعلیم کی تیاری
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام عاجزانہ راہیں
- طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ

دربارِ خلافت

صحابہؓ کے اطاعت اور فرمانبرداری کے نمونے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت میاں عبدالعزیز صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میاں چراغ دین صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ اتوار کے دن مَیں نے حضرت صاحب سے اجازت مانگی کہ حضور! مجھے دفتر حاضر ہونا ہے۔ حضرت صاحب اکثر اجازت دے دیا کرتے تھے مگر اُس دن اجازت نہ دی۔ پیر کے دن صبح اجازت دی۔ یہاں سے گیارہ بجے گاڑی پر سوار ہو کر تین بجے لاہور پہنچے اور سیدھے ٹم ٹم میں بیٹھ کر ساڑھے تین بجے دفتر پہنچے۔ کرسی پر بیٹھے ہی تھے۔ (اب یہاں دیکھیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم اور اطاعت کی وجہ سے رُکے تھے، اللہ تعالیٰ نے کس طرح یہ سلوک کیا اور عجیب معجزانہ واقعہ ہوا ہے) کُرسی پر بیٹھے ہی تھے کہ دفتر کا کوئی کلرک آیا اور کہنے لگا کہ بارہ بجے آپ کو کاغذ دیئے تھے، وہ کام آپ نے کیا ہے یا نہیں۔ (حالانکہ یہ پہنچے ہی تین بجے تھے) پھر ایک افسر آیا۔ اُس نے کہا چراغ دین! گیارہ بجے جو آپ نے چھٹی دی تھی یہ اُس کا جواب ہے۔ (یعنی اُس افسر کے پاس ایسا انتظام اللہ تعالیٰ نے کیا، کوئی بھی چھٹی لے کر گیا تھا وہ سمجھے کہ چراغ دین لے کے آئے، یا بہر حال اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے کام کیا)۔ فرمانے لگے کہ دفتر کا ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ مَیں دفتر میں ہی ہوں، چنانچہ چار بجے شام میں دفتر سے گھر چلا گیا۔

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 234۔ روایات میاں عبدالعزیز صاحب آف لاہور)

یہ بھی اطاعت اور فرمانبرداری اور پھر صحابہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو سلوک تھا، اُس کی ایک مثال ہے۔

حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نے مجھے بلایا اور حکم دیا کہ ہمارے لنگر میں ایندھن نہیں ہے۔ تم دیہات سے اوپلے خرید کر لاؤ اور آج شام تک پہنچ جائیں۔ کیونکہ کل کے لئے لنگر خانے میں ایندھن نہیں ہے۔ اور چار روپے مجھے خریدنے کے لئے دیئے۔ میں وہ روپیہ لے کر سیدھا مسجد مبارک کی چھت پر چڑھ گیا اور موجودہ منار جو علیحدہ مسجد سے کھڑا ہے اُس کے قریب کھڑے ہو کر دعا کی کہ الٰہی! تیرے مسیح نے مجھے ایک کام کے لئے فرمایا ہے اور میں اس سے بالکل ناواقف ہوں۔ مجھے ایسی سمت بتلائی جائے جہاں سے میں شام تک اوپلے لے کر یہاں پہنچ جاؤں۔ مجھے منارے کے تھوڑی بلندی کے اوپر سے ایک آواز آئی، آواز سنائی دی کہ ’’ریگستان ہے‘‘۔ مَیں نے سمجھا کہ میرے پاؤں میں زخم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے جانے سے روکا ہے۔ مَیں نے دوبارہ عرض کی کہ حضور! (یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ) میں لنگڑا ہی چلا جاؤں گا لیکن تیرے مسیح کا حکم شام تک پورا ہو جائے۔ دوبارہ جواب آیا کہ یہیں آ جائے گا، کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ مَیں نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا کہ اسی طرح مسیح کے کام ہوں گے تو دنیا فتح ہو سکے گی۔ مَیں اسی جگہ بیٹھ گیا اور دعا کرتا رہا کہ الٰہی! ایسا نہ ہو کہ مجھے شام کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شرمندہ ہونا پڑے۔ پھر دل میں خیال آیا کہ میں نبی نہیں ہوں، کوئی ولی نہیں ہوں جس کے الہامات ایسے جلدی سچے نکلیں۔ مجھے کہیں جانا چاہئے۔ لیکن پھر خیال آیا کہ اگر کوئی شخص کسی کی دعوت کرے کہ شام کو ہمارے گھر کھانا کھالو تو وہ تردد نہیں کرتا۔ مجھے خدا تعالیٰ کے وعدے پر یقین ہونا چاہئے۔ وہ ضرور یہاں ایندھن پہنچا دے گا۔ اس پر میں مطمئن ہو کر مسجد کی چھت پر ہی بیٹھ رہا۔ ظہر کا وقت قریب ہوا، نیچے اُترتے ہی خادمہ نے جس کے سامنے مجھے حضور نے روپیہ دیا تھا، دیکھ لیا اور کہنے لگی کہ تو ابھی تک ’’بالن‘‘ (یعنی ایندھن) لینے نہیں گیا۔ مَیں نے جی میں سوچا کہ یہ حضور کے پاس ہے، اُسے پتہ ہو گا کہ حضور کو الہامات ہوتے ہیں اور پورے بھی ہو جاتے ہیں، اُسے کہا کہ فکر کی بات نہیں، مجھے خدا تعالیٰ نے الہام کیا ہے کہ بالن (یعنی ایندھن) یہیں پہنچ جائے گا۔ اس پر وہ برہم ہو کر کہنے لگی کہ تو یہ کہتا ہے کہ جب تک مجھے الہام نہ ہو گا مَیں کہیں نہیں جاؤں گا؟ دیکھو میں ابھی جا کے حضرت صاحب سے کہتی ہوں۔ (اس بات کو اُس نے اور رنگ میں لے لیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہاں پہنچ جائے گا۔ اُس نے کہا کہ نہیں جب تک الہام نہیں ہو گا نہیں جاؤں گا)۔ خیر باوجود میرے روکنے کے اُس نے جا کے حضور کو سنا دیا کہ وہ کہتا ہے کہ جب تک مجھے الہام نہ ہو گا مَیں کہیں نہیں جاؤں گا۔ مجھے یہ فکر ہوئی کہ حضور اب ضرور مجھ سے بلا کر دریافت کریں گے تو مجھے اپنے الہام کا ذکر کرنا پڑے گا۔ ایک فقیر عاجز، بادشاہ کے سامنے کہاں کہہ سکتا ہے کہ مَیں بھی مالدار ہوں (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو الہام ہوتے ہیں، مَیں کس طرح کہہ سکتا ہوں کہ مجھے الہام ہوا ہے) اس لئے میں مسجد کی سیڑھیوں سے اُتر کر بٹالے والے دروازے کی طرف بھاگا اور پیچھے مُڑ کر دیکھا کہ کوئی مجھے بلانے والا تو نہیں آیا۔ بٹالے والے دروازے پر پہنچ کر مَیں نے قصد کیا کہ سیکھواں جا کر ایندھن کی تلاش کروں اور مولوی امام الدین اور خیر الدین صاحبان سے امداد لے کر یہ کام کروں۔ تھوڑی بقیہ صفحہ 5 پر

خدامِ احمدیت

ہیں بادہ مست بادہ آشامِ احمدیت
چلتا ہے دور مِینا و جامِ احمدیت
تشنہ لبوں کی خاطر ہر سمت گھومتے ہیں
تھامے ہوئے سبوئے گلفامِ احمدیت
خدامِ احمدیت، خدامِ احمدیت

جب دہریت کے دم سے مسموم تھیں فضائیں
پھوٹی تھیں جابجا جب اِلحاد کی وبائیں
تب آیا اک منادی اور ہر طرف صدا دی
آؤ کہ ان کی زد سے اِسلام کو بچائیں
زور دُعا دکھائیں خدامِ احمدیت

پھر باغِ مصطفیٰؐ کا دھیان آیا ذُوالمِنَن کو
سینچا پھر آنسوؤں سے احمد نے اِس چمن کو
آہوں کا تھا بلاوا پھولوں کی اَنجمن کو
اور کھینچ لائے نالے مرغانِ خوش لحن کو
لوٹ آئے پھر وطن کو، خدامِ احمدیت

چمکا پھر آسمانِ مشرق پہ نامِ احمدؑ
مغرب میں جگمگایا ماہِ تمامِ احمدؑ
وہم و گمان سے بالا عالی مقامِ احمدؑ
ہم ہیں غلامِ خاک پائے غلامِ احمدؑ
مرغانِ دامِ احمدؑ، خدامِ احمدیت

ربوہ میں آجکل ہے جاری نظام اپنا
پر قادیاں رہے گا مرکز مدام اپنا
تبلیغ احمدیت دنیا میں کام اپنا
دارالعمل ہے گویا عالم تمام اپنا
پوچھو جو نام اپنا، خدامِ احمدیت

اٹھو کہ ساعت آئی اور وقت جا رہا ہے
پسرِ مسیحؑ دیکھو کب سے جگا رہا ہے
گو دیر بعد آیا از راہِ دور لیکن
وہ تیز گام آگے بڑھتا ہی جا رہا ہے
تم کو بلا رہا ہے، خدامِ احمدیت!

(کلام طاہر)

اداریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 18

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟
2۔نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟
3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ کے حضور ہمارے فرائض

غرض انسان جب تک عملی طور پر ثابت نہ کر دیوے کہ وہ حقیقت میں خدا پر سچّا اور پکّا ایمان رکھتا ہے تب تک وہ فیوض اور برکات حاصل نہیں ہو سکتے جو مقربوں کو مِلا کرتے ہیں۔ وہ فیوض جو مقربانِ الٰہی اور اہل اللہ پر ہوتے ہیں وہ صرف اسی واسطے ہوتے ہیں کہ ان کی ایمانی اور عملی حالتیں نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہیں اور انہوں نے خدا تعالےٰ کو ہر ایک چیز پر مقدم کیا ہوا ہوتا ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ اسلام صرف اتنی بات کا ہی نام نہیں ہے کہ انسان زبانی طور پر ورد وظائف اور ذکر اذکار کرتا رہے بلکہ عملی طور پر اپنے آپ کو اس حد تک پہنچانا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے تائید اور نُصرت شامل حال ہونے لگے اور انعام واکرام وارد ہوں جس قدر انبیاء اولیاء گزرے ہیں ان کی عملی حالتیں نہایت پاک صاف تھیں اور ان کی راستبازی اور دیانتداری اعلیٰ پایہ کی تھی اور یہی نہیں کہ جیسے یہ لوگ احکام الٰہی بجالاتے ہیں اور روزے رکھتے اور زکوتیں ادا کرتے ہیں۔ اور نمازوں میں رکوع سجود کرتے اور سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے تھے اور احکام الٰہی بجالاتے تھے بلکہ ان کی نظر میں تو سب کچھ مُردہ معلوم ہوتا تھا اور ان کے وجودوں پر ایک قسم کی موت طاری ہوگئی تھی۔ ان کی آنکھوں کے سامنے تو ایک خدا کا وجود ہی رہ گیا تھا۔ اسی کو وہ اپنا کارساز اور حقیقی ربّ یقین کرتے تھے۔ اسی سے ان کا حقیقی تعلق تھا اور اسی کے عشق میں وہ ہر وقت محو اور گداز رہتے تھے۔

جب ایسی حالت ہو تو قدیم سے یہ سنّت اللہ ہے کہ ایسے شخص کی خدا تعالےٰ تائید اور نصرت کرتا ہے اور غیبی طور پر اسے مدد دیتا ہے اور ہر ایک میدان میں اُسے فتح نصیب کرتا ہے۔ دیکھو مذہب اسلام میں ہزاروں اولیاء گزرے ہیں۔ ہر ایک ملک میں ایسے چار پانچ لوگ تو ضرور ہی ہوتے ہیں جن کو اس وقت تک لوگ بڑی عزّت سے یاد کرتے ہیں اور ان کے مجاہدات اور کرامات کا عجیب عجیب طرح سے تذکرہ کرتے ہیں اور دہلی کا تو ایک بڑا میدان اسی قسم کے بزرگوں سے بھرا پڑا ہے۔

غرض سوچنا چاہیئے کہ اگر انسان ایک ڈاکو اور چور سے دلی محبت رکھے تو اگر وہ چور زیادہ احسان نہ کرے گا تو اتنا تو ضرور کرے گا کہ اس کی چوری نہ کرے گا۔ تو اب سمجھنا چاہیئے کہ جب محبت کرنے سے چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے تو کیا خدا سے فائدہ نہیں ہوتا؟ ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے کیونکہ خدا تو بڑا رحیم کریم اور بڑے فضلوں اور احسانوں والا ہے۔ جو لوگ کرموں اواگون اور جونوں کی راہ لئے بیٹھے ہیں میرا یقین ہے کہ ان کو اس راہ کا خیال تک بھی نہیں۔

جب محبت کے ثمرات اسی دنیا میں پائے جاتے ہیں اور جب ایک شخص کو دوسرے سے سچی اور خالص محبت ہوتی ہے تو وہ اس سے کوئی فرق نہیں کرتا۔ تو کیا خدا ہی ایسا ہے کہ جس کی دوستی کسی کام نہیں آتی؟ وہ لوگ قابل الزام ہیں جو خدا کو شرمناک الزاموں سے یاد کرتے ہیں۔ مثلاً ہندوؤں اور آریوں میں دائمی مکتی نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مکتی خانہ میں داخل کرتے وقت ایک گناہ پر میشر باقی رکھ لیتا ہے اور پھر ایک وقت کے بعد اس ایک گناہ کے عوض میں ان رشیوں منیوں اور مکتی یافتوں کو گدھوں، بندروں اور سوّروں وغیرہ کی جُونوں میں بھیجتا ہے مگر اس پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر پر میشر ان مقدسوں پر ناراض تھا اور جان بُوجھ کر اُن کو مکتی خانہ سے نکالنا چاہتا تھا۔ تو پھر پہلے ہی ان کو مکتی خانہ میں کیوں داخل کیا؟

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 38-40 ایڈیشن 1984ء)

تم قال اللہ اور قال الرسُول پر عمل کرو اور ایسی باتیں زبان پر نہ لاؤ جن کا تمہیں عِلم نہیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ (بنی اسرائیل:37) تم نیکی کی طرف پورے زور سے مشغول ہو جاؤ۔ اور اعمال صالحہ بجالاؤ۔ اگر تمہاری حالت اس لائق ہوگئی اور تم نے پُورے طور پر اپنا تزکیہ نفس کرلیا تو پھر خدا تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اکثر لوگ آجکل ہلاک ہو رہے ہیں۔ ان کی یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی حالت کا مطالعہ نہیں کرتے اور اس تعلق کو نہیں دیکھتے جو وہ خدا تعالیٰ سے رکھتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ کس زور سے خدا تعالےٰ کی طرف جا رہے ہیں اور کیسے کیسے مصائب آنے پر ثابت قدم نکلے ہیں اور ابتلاؤں میں پُورے اُترے ہیں۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 14 ایڈیشن 1984ء)

نفس کے ہم پر حقوق

الہام۔ کشف یا رؤیا تین قسم کے ہوتے ہیں۔

اوّل وہ جو خدا کی طرف سے ہوتے ہیں اور وہ ایسے شخصوں پر نازل ہوتے ہیں جن کا تزکیہ نفس کامل طور پر ہو چکا ہوتا ہے اور وہ بہت سی موتوں اور محویت نفس کے بعد حاصل ہوا کرتا ہے اور ایسا شخص جذبات نفسانیہ سے بکلی الگ ہوتا ہے اور اس پر ایک ایسی موت وارد ہو جاتی ہے جو اس کی تمام اندرُونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ خدا تعالیٰ سے قریب اور شیطان سے دُور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص جس کے نزدیک ہوتا ہے اسی کی آواز سُنتا ہے۔

دوسرے حدیث النفس ہوتا ہے جس میں انسان کی اپنی تمنّا ہوتی ہے اور انسان کے اپنے خیالات اور آرزوؤں کا اس میں بہت دخل ہوتا ہے اور جیسے مثل مشہور ہے بلّی کو چھیچھڑوں کی خوابیں وہی باتیں دکھائی دیتی ہیں جن کا انسان اپنے دل میں پہلے ہی سے خیال رکھتا ہے اور جیسے بچّے جو دن کو کتابیں پڑھتے ہیں تو رات کو بعض اوقات وہی کلمات ان کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں یہی حال حدیث النفس کا ہے۔

تیسرے شیطانی الہام ہوتے ہیں۔ ان میں شیطان عجیب عجیب طرح کے دھوکے دیتا ہے۔ کبھی سنہری تخت دکھاتا ہے اور کبھی عجیب و غریب نظارے دکھا کر طرح طرح کے خوش کُن وعدے دیتا ہے۔ ایک دفعہ سیّد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو شیطان اپنے زرّیں تخت پر دکھائی دیا اور کہا کہ میں تیرا خدا ہوں۔ میں نے تیری عبادت قبول کی۔ اب تجھے عبادت کی ضرورت نہیں رہی۔ جو چیزیں اب اوروں کے لئے حرام ہیں۔ وہ سب تیرے لئے حلال کر دی گئی ہیں۔ سیّد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ دُور ہو اے شیطان جو چیزیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حلال نہ ہوئیں وہ مجھ پر کیسے حلال ہوگئیں؟ پھر شیطان نے کہا کہ اے عبدالقادر تو میرے ہاتھ سے علم کے زور سے بچ گیا ورنہ اس مقام پر کم لوگ بچتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 11-12 ایڈیشن 1984ء)

ہماری جماعت کے مولوی عبد اللہ صاحب تیماپوری اپنے خطوط کے ذریعہ سے بہت کچھ الہامات اور کشوف لکھا کرتے تھے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ چند دنوں کے بعد ان کو جنون ہوگیا۔ تھوڑے دن گزرے ہیں کہ قادیان میں آ کر ایسے الہامات سے انہوں نے توبہ کی اور نیز میری بیعت کی۔ میں مانتا ہوں کہ مکالمات الٰہیہ حق ہیں اور خدا تعالیٰ کے اولیاء مخاطبات اللہ سے شرف پاتے ہیں۔ لیکن یہ مقام بغیر تزکیہ نفس کے کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور بغیر تزکیہ نفس کے شیطان ان سے یاری کرتا ہے۔ علاوہ اس کے سچے الہام کے لئے ہم پر تین گواہ ہوئے ہیں۔ (1) اپنی پاک حالت (2) خدا تعالیٰ کے نشانوں کے ساتھ گواہی (3) الہام کی کلام الٰہی سے مطابقت۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 13 ایڈیشن 1984ء)

بنی نوع کے ہم پر حقوق

حضرت اقدسؑ نے آریوں کی بدزبانی کو دیکھ کر پہلے ہی ایک مضمون میں فرمایا تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ ہماری صُلح کس طرح ہو سکتی ہے چنانچہ وہ الفاظ کتاب ”قادیان کے آریہ اور ہم“ میں اس طرح چھپے تھے:

”ہماری شریعت صُلح کا پیغام ان کو (آریوں کو) دیتی ہے اور ان کے ناپاک اعتقاد جنگ کی تحریک کرکے ہماری طرف تیر چلا رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہندوؤں کے بزرگوں کو مکّار اور جھوٹا مت کہو۔ مگر یہ کہو کہ ہزار ہا برسوں کے گزرنے کے بعد یہ لوگ اصل مذہب کو بُھول گئے۔ مگر بمقابل ہمارے یہ ناپاک طبع لوگ ہمارے برگزیدہ نبیوں کو گندی گالیاں دیتے ہیں اور ان کو مفتری اور جھوٹا سمجھتے ہیں۔ کیا کوئی توقع کرسکتا ہے کہ ایسے بندوں سے صُلح ہو سکے؟ ان لوگوں سے بہتر سناتن دھرم کے اکثر نیک اخلاق لوگ ہیں جو ہر ایک نبی کو عزّت کی نگاہ سے دیکھتے اور فروتنی سے سر جھکاتے ہیں۔ میری دانست میں اگر جنگلوں کے درندے اور بھیڑیے ہم سے صُلح کر لیں اور شرارت چھوڑ دیں تو یہ ممکن ہے مگر یہ خیال کرنا کہ ایسے اعتقاد کے لوگ کبھی دل کی صفائی سے اہل اسلام سے صلح کریں گے سراسر باطل ہے۔ بلکہ ان کا ان عقیدوں کے ساتھ مسلمانوں سے سچی صُلح کرنا ہزاروں محالوں سے بڑھ کر محال ہے۔ کیا کوئی سچا مسلمان برداشت کرسکتا ہے جو اپنے پاک اور بزرگ نبیوں کی نسبت ان گالیوں کو سُنے اور پھر صلح کرے۔ ہرگز نہیں۔ پس ان لوگوں کے ساتھ صلح کرنا ایسا ہی مُضر ہے جیسا کہ کاٹنے والے زہریلے سانپ کو اپنی آستین میں رکھ لینا۔ یہ قوم سخت سیاہ دل قوم ہے جو تمام پیغمبروں کو جو دنیا میں بڑی بڑی اصلاحیں کر گئے مفتری اور کذّاب سمجھتے ہیں۔ نہ حضرت موسیٰؑ ان کی زبان سے بچ سکے نہ حضرت عیسیٰؑ اور نہ ہمارے سیّد و مولا جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم جنہوں نے سب سے زیادہ دنیا میں اصلاح کی۔ جن کے زندہ کئے ہوئے مُردے ابتک زندہ ہیں۔“

اس کے بعد جبکہ اخباروں میں بہت شور مچا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہونی چاہیئے تب حضرت صاحب نے لیکچر لاہور میں صلح کی ایک تجویز پیش کی جس کے الفاظ یہ تھے:

”ہم اس بات کا اعلان کرنا اور اپنے اس اقرار کو تمام دنیا میں شائع کرنا اپنی ایک سعادت سمجھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور دُوسرے نبی سب کے سب پاک اور بزرگ اور خدا کے برگزیدہ تھے۔ ایسا ہی خدا نے جن بزرگوں کے ذریعہ سے پاک ہدایتیں آریہ ورت میں نازل کیں اور نیز بعد میں آنے والے جو آریوں کے مقدس بزرگ تھے جیسا کہ راجا رامچندر اور کرشن۔ یہ سب کے سب مقدس لوگ تھے اور ان میں سے تھے جن پر خدا کا فضل ہوتا ہے۔

دیکھو یہ کیسی پیاری تعلیم ہے جو دنیا میں صلح کی بنیاد ڈالتی ہے اور تمام قوموں کو ایک قوم کی طرح بنانا چاہتی ہے یعنی یہ کہ دوسری قوموں کے بزرگوں کو عزت سے یاد کرو۔ اور اس بات کو کون نہیں جانتا کہ سخت دُشمنی کی جڑ ان نبیوں اور رسولوں کی تحقیر ہے جن کو ہر ایک قوم کے کروڑہا انسانوں نے قبول کرلیا۔ ایک شخص جو کسی کے باپ کو گندی گالیاں دیتا ہے اور پھر چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا اس سے خوش ہو۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟

غرض ہم اس اصول کو ہاتھ میں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ گواہ رہیں جو ہم نے مذکورہ بالا طریق کے ساتھ آپ کے بزرگوں کو مان لیا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے تھے اور آپ کی صلح پسند طبیعت سے ہم امیدوار ہیں کہ آپ بھی ایسا ہی مان لیں یعنی صرف یہ اقرار کر لیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسُول اور صادق ہیں۔ جس دلیل کو ہم نے آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے وہ نہایت روشن اور کُھلی دلیل ہے۔ اور اگر اس طریق سے صُلح نہ ہو تو آپ یاد رکھیں کہ کبھی صُلح نہ ہوگی بلکہ روز بروز کینے بڑھتے جاویں گے۔“

(بدر جلد 6 نمبر 52 صفحہ 4-5 مورخہ 26 دسمبر 1907ء)

ترتیب و کمپوزڈ: عنبرین نعیم

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
عاجزانہ راہیں

قسط نمبر 1

نوٹ از ایڈیٹر: محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزنامہ الفضل آن لائن میں جاری قسط وار سلسلوں کو (جن کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے) قارئین کے دربار میں غیر معمولی پذیرائی مل رہی ہے اور قارئین کی طرف سے بے شمار تربیتی، علمی اور تحقیقی عناوین پر قسط وار سلسلوں کی آمد ہو رہی ہے اور اپنے پیارے اخبار الفضل میں جگہ پانے کے منتظر ہیں جن کی تعداد 6 کے قریب ہے اور 9 سلسلے اس وقت الفضل کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ 7 سلسلے مکمل ہو کر قارئین سے داد پا چکے ہیں۔ فالحمدللہ علی ذالك۔

ہماری ایک مستقل قاری، شاعرہ نثر نگار اور بے شمار کتب کی مصنفہ مکرمہ امۃ الباری ناصر آف امریکہ ''ربط ہے جان محمد سے میری جاں کو مدام'' کے عنوان سے قسط وار ایک سلسلہ شروع کرنے جا رہی ہیں جو ہر منگل کو الفضل کی زینت بنا کرے گا۔ ان شاء اللہ

موصوفہ اس روحانی، اخلاقی اور علمی مائدہ میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے درمیان یعنی سراج منیر اور بدر منیر میں مماثلتیں دیں گی جو لازما ازدیاد ایمان و ایقان کا مؤجب ہو گی ۔ فجزاھا اللہ تعالیٰ خیرا

اسلام اور احمدیت میں ایک ہی طرز پر رونما ہونے والے واقعات کو ''صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا'' کے عنوان پر مضامین باالاقساط الگ سے طبع ہو رہے ہیں۔ امید ہے قارئین کو یہ نیا سلسلہ بھی پسند آئے گا اور ایمانوں میں اضافہ کا مؤجب ہو گا۔ کان اللہ معکم وایدکم۔

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ

(آل عمران:32)

تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کو اپنی طرف آنے کا جو راستہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا اس پر آپؐ کی اُمّت میں سب سے زیادہ عمل کرنے والا وجود، پیروی کا حقیقی حق ادا کرنے والا، ہمہ وقت آپؐ پر درود و سلام بھیجنے والا، آپؐ کے دین کی اشاعت کو مقصد حیات بنانے والا، فنا فی اللہ اور فنا فی الرسولؐ بزرگ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام ہیں۔ آپؑ کا قلب صافی اپنے محبوب کا آئینہ بن گیا۔ ایک ہی سرچشمۂ نور سے فیض یابی نے دونوں کو یک رنگ بنا دیا۔ سراجِ منیر کی روشنی کا دلفریب عکس اس چودھویں کے چاند کی ہر ادا میں جھلکتا ہے۔ دونوں میں دوئی نہ رہی۔ غلام احمد علیہ السلام نے احمد ﷺ کی غلامی میں محمدی نور کے دل نشین جلوے دکھائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

''ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبیؐ کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 119)

اے مرے محبوب! میری جان اور میرے حواس اور میرے دل میں تیری محبت سرایت کر چکی ہے۔

(اے مرے معشوق!) تیرا عشق میرے جسم پر (کچھ) اس طرح غلبہ پا چکا ہے (کہ وفور جذبات کی وجہ سے) وہ تیری طرف اڑا جاتا ہے۔ کاش مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی (اور میں اڑ کر تیرے پاس پہنچ جاتا)

اس نادر خزانے سے ہم رنگ موتی ہاتھ آتے ہیں۔ قارئین کی خدمت میں چند جھلکیاں پیش ہیں:

اپنا کام خود کرنا

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سفر پر جا رہے تھے کہ راستے میں ایک منزل پر پہنچ کر ڈیرے لگائے گئے اور صحابہؓ میدان میں پھیل گئے تا کہ خیمے لگائیں اور دوسرے کام جو کیمپ لگانے کے لیے ضروری ہوتے ہیں وہ بجا لائیں۔ انہوں نے سب کام آپس میں تقسیم کر لیے اور رسول اللہ ﷺ کے ذمے کوئی کام نہ لگایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے میرے ذمے کوئی کام نہیں لگایا؟ میں لکڑیاں چنوں گا تا کہ اس سے کھانا پکایا جا سکے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم جو کام کرنے والے موجود ہیں آپؐ کو کیا ضرورت ہے؟

آپؐ نے فرمایا نہیں نہیں میرا بھی فرض ہے کہ میں کام میں حصہ لوں۔ چنانچہ آپؐ نے جنگل سے لکڑیاں جمع کیں تا کہ صحابہؓ اس سے کھانا پکا سکیں۔

(زرقانی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس وقت آپؐ گھر پر ہوتے گھر والوں کی مدد اور خدمت میں مصروف رہتے یہاں تک کہ آپؐ کو نماز کا بلاوا آ جاتا اور آپؐ نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ (بخاری، کتاب الاذان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنا کام خود کرنا پسند فرماتے تھے اور اس میں کوئی عار محسوس نہیں فرماتے تھے۔

حضرت منشی ظفر علیؓ روایت فرماتے ہیں:

ایک دفعہ حضورؑ دہلی سے واپسی پر امرتسر اترے۔ حضرت اماں جانؓ بھی ساتھ تھیں۔ حضور نے ایک صاحبزادے کو جو غالباً حضرت میاں بشیر احمد تھے گود میں لیا اور ایک وزنی بیگ دوسری بغل میں لیا۔ میں نے عرض کیا حضور یہ بیگ مجھے دیدیں۔ فرمایا نہیں۔ ایک دو دفعہ میرے کہنے پر حضورؑ نے یہی فرمایا۔ ہم چل پڑے اتنے میں دو تین نوجوان انگریز جو اسٹیشن پر تھے انہوں نے مجھے کہا کہ حضور سے کہوں کہ ذرا ٹھہر جائیں۔ چنانچہ میں نے عرض کیا کہ حضور یہ چاہتے ہیں کہ حضور ذرا کھڑے ہو جائیں۔ حضور کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اسی حالت میں حضور کا فوٹو لے لیا۔

(روایات ظفر صفحہ 64)

عاجزانہ راہیں

آنحضرت ﷺ اپنی ذات کے لیے احترام میں کسی قسم کا تکلّف پسند نہ فرماتے۔ اول آپؐ کو ہر قسم کی مشرکانہ رسوم کا قلع قمع کرنا تھا دوسرے آپؐ کے مزاج میں عاجزی اور انکساری تھی۔ ایک دفعہ ایک شخص آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ کے رعب کی وجہ سے کانپ رہا تھا آپؐ نے فرمایا:

''مجھ سے مت ڈرو میں تو ایک قریش عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی''

(شفا عیاض، باب تواضعہ جلد اوّل صفحہ 87)

شرک کی گرفتار قومیں نئی نئی توحید میں داخل ہوئیں۔ ایک نے آ کر کہا شاہانِ فارس اور روم کو ان کی رعایا سجدہ کرتی ہے کیا ہم آپؐ کو سجدہ نہ کریں؟ آپؐ نے فرمایا:

''سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کو کرو۔ کسی دوسرے کو سجدہ نہ کرو۔''

(فصل الخطاب، جلد اوّل الشرکۃ الاسلامیہ 1963ء صفحہ 20)

آپؐ نے کبھی بھی اپنے لیے کوئی امتیازی نشان، وضع قطع، لباس اور نشست پسند نہیں فرمائی حتیٰ کہ ایک محفل میں داخل ہونے پر احتراماً کھڑے ہونے سے بھی منع فرمایا:

''میرے لیے اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جس طرح عجمی کھڑے ہوتے ہیں''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب الرجل یقوم للرجل یعظمه بذالك)

فتح مکہ کے دن مکہ کی بستی نعرہ ہائے تکبیر سے گونجتی رہی کبھی فاتح مکہ محمد ﷺ کا نعرہ نہیں لگا۔ آپؐ کا حال یہ تھا کہ خدا کے حضور حمد و شکر میں جھکتے جھکتے سر اونٹنی کے کجاوے سے لگ رہا تھا۔

(سیرت ابن ہشام)

فتح مکہ کے دن شام کو آپؐ حضرت ام ہانیؓ بنتِ ابی طالب کے ہاں تشریف لائے۔ بھوک محسوس ہوئی تو آپؐ نے ان سے پوچھا کھانے کو کچھ ہے؟ جواب ملا روٹی کا ایک ٹکڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہی لے آؤ۔ آپؐ نے اس ٹکڑے کو توڑ کر پانی میں ڈالا۔ اس پر نمک ڈالا اور سرکہ چھڑک کر بطور سالن استعمال فرمایا۔

(ترمذی، ابواب الاطعمه باب ما جاء فی الخل)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اسی حسن حصین کا عکس حسین تھے۔ اپنی ذات، نام نمود، شہرت، عزت، ہر دنیاوی وجاہت سے بے نیاز در مولیٰ کی گدائی میں مگن رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سند عطا فرمائی:

''تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں''

(تذکرہ صفحہ 595)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت شیخ صاحب دینؓ کا بیان فرمودہ واقعہ درج ذیل ہے:

غالباً 1904ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لاہور کی جماعت کو اطلاع ملی کہ حضور فلاں گاڑی پر لاہور پہنچ رہے ہیں۔ ہم لوگ حضورؑ کی پیشوائی کے لیے ریلوے سٹیشن پر گئے ان دنوں دو گھوڑا فٹن گاڑی کا بڑا رواج تھا۔ ہم نے فٹن تیار کھڑی کر دی۔ جب حضور سوار ہوئے تو ہم نوجوانوں نے جیسا کہ عام رواج تھا گاڑی کے گھوڑے کھلوائے اور گاڑی کو خود کھنچنا چاہا۔ حضورؑ نے ہمارے اس فعل کو دیکھ کر فرمایا ہم انسانوں کو ترقی دے کر مدارج کے انسان بنانے آتے ہیں۔ نہ کہ برعکس اس کے انسانوں کو گرا کر حیوان بناتے ہیں کہ وہ گاڑی کھینچنے کا کام دیں۔ مفہوم یہی ہے شاید الفاظ کم و بیش ہوں۔

(الفضل 8/ مئی 1938ء)

اس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

مولانا عبد الباسط شاہد۔ مبلغ سلسلہ یوکے

طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ

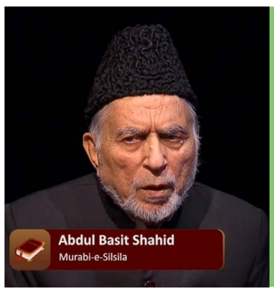

رحمةٌ للعالمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اُمت محمدیہ کو عظیم الشان بشارات عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک کا ذکر حضرت ابوہریرہؓ سے مروی روایت میں یوں ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جو شخص محض اللہ کی محبت میں، اس کی رضا کی خاطر، کسی مریض کی عیادت کے لئے یا اپنے کسی بھائی کی زیارت اور ملاقات کی غرض سے جاتا ہے تو ایک فرشتہ اسے بشارت دیتے ہوئے کہتا ہے:

’’طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا‘‘

(ترمذی)

کہ تو بھی مبارک ہوجائے اور تیرا چلنا بھی مبارک ہو اور جنت تیرا ٹھکانہ ہو۔

یقیناً ہر مسلمان اس حدیث نبوی میں مذکور شرائط کے ساتھ اختیار کئے گئے سفر کے نتیجہ میں اس سے وابستہ بشارتوں سے حصہ پا سکتا ہے۔ لیکن وہ سفر جو مومنوں کی جماعت کے امام محض للہ اپنے دینی بھائیوں کی زیارت اور ملاقات کے لئے اور دین اسلام کی سربلندی اور بنی نوع انسان کی فلاح بہبود کی غرض سے اختیار فرمائیں ان پر تو آنحضرت ﷺ کی یہ بشارت بدرجۂ اَولیٰ صادق آتی ہے۔

اسی طرح وہ مؤمنین و مخلصین جو کسی اپنے عام دینی بھائی سے نہیں بلکہ اپنے روحانی امام کی زیارت و ملاقات کے لئے اور اس کی مقدس صحبت سے فیضیاب ہونے کے لئے محض للہ سفر اختیار کرکے اس کے پاس پہنچتے ہیں، وہ بھی یقیناً ان بشارات نبوی سے عام معمول سے بڑھ کر حصہ پاتے ہیں۔

سیّدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مختلف ممالک کے دورے فرماتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ ایک دفعہ جب لندن سے روانہ ہو کر غانا میں وُرود فرما ہوئے تو آپ نے ائرپورٹ پر اخباری نمائندگان کے سوال کے جواب میں فرمایا:

“I have come to see my loved ones”

میں یہاں اپنے پیاروں سے ملنے آیا ہوں۔

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے مقدس خلیفۂ خامس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اپنی پیاری جماعت سے ملاقات اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہزارہا میل کے لمبے سفر محض اللہ کی رضا کی خاطر ہوتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی بشارت کے مطابق بلاشبہ نہایت درجہ مبارک اور خیر و برکت کا باعث ہوتے ہیں۔ جس طرح یہ سفر الٰہی تائید و نصرت سے معمور غیر معمولی طور پر کامیاب و کامران رہے، ہم اللہ کے فضل و احسان پر نظر کرتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں بلکہ ہمیں یقین کامل ہے کہ آپ کے ہر قدم پر فرشتے یہ دعا دیتے ہوں گے۔

’’طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا‘‘

ان سفروں میں جس طرح ہزارہا عشاقانِ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ اپنے پیارے امام کی زیارت و ملاقات کا شرف پانے کے لئے، والہانہ ذوق و شوق کے ساتھ، دور دراز علاقوں سے نہایت مشقت اور تکلیف اٹھا کر اور اپنے کاموں کا حرج کر کے ان مراکز میں پہنچتے ہیں جہاں حضور انور نے ورود فرمانا ہوتا ہے وہ داستانِ صدق و صفا اور اخلاص و وفا بہت طویل اور بہت ہی روح پرور اور ایمان افروز ہے۔

دورۂ افریقہ کی مثال ہی دیکھ لیں کہ کس طرح مخلص اور فدائی احمدیوں نے اپنے جذبۂ ایمانی، للّٰہی خلوص و محبت کے بے ساختہ اظہار، حسن انتظام اور مثالی نظم و ضبط کے دلربا نظاروں سے اپنے پیارے امام ایدہ اللہ کو روحانی مسرت پہنچائی اور آپ ایدہ اللہ کی بے پناہ محبت اور آپ کے دل سے اٹھنے والی مستجاب دعاؤں سے حصہ پایا۔ اور کس طرح انہوں نے آپ کے خطبات و خطابات، زندگی بخش کلمات، شرف مصافحہ و زیارت اور پیار ہی پیار اور دعا ہی دعا بن کر پڑنے والی اپنے مسیحا صفت امام کی نظروں سے اپنے قلب و روح کو معطر اور شادمان کیا۔ للّٰہی محبت کے ایسے دلکش نظارے صرف زندہ الٰہی جماعتوں میں ہی مل سکتے ہیں۔ ایسی خالص محبت جس میں دنیا کی کوئی ملونی نہیں ہوتی، ہر قسم کی دنیوی حرص اور طمع سے منزہ، بے ریا، سچی، صاف اور پاکیزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا سب سے عظیم نمونہ آنحضرت ﷺ کو عطا فرمایا اور اس بے نظیر للّٰہی محبت کو آپ ﷺ کی صداقت کے ایک زندہ اور کھلے کھلے نشان کے طور پر پیش فرمایا۔ چنانچہ فرمایا اگر تو زمین کے تمام خزانے بھی خرچ کر ڈالتا تو بھی ایسی محبت ان کے دلوں میں پیدا نہ کرسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں میں یہ محبت پیدا کی ہے۔

چنانچہ آج آنحضرت ﷺ کے موعود امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں اپنے مقدس روحانی امام حضرت خلیفۃ المسیح سے غیر معمولی محبت کے جو نظارے دیکھنے میں آتے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی خاص عطا ہے اور آنحضرت ﷺ ہی کا فیض ہے جو اس زمانے میں مسیح محمدی کے ذریعہ پھر سے دنیا میں جاری ہوا ہے۔ اور جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا یہ باتیں احمدیت کی سچائی کی دلیل ہیں۔ بلاشبہ خلیفۂ وقت اور جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ جماعت کی حیثیت اگر بدن کی ہے تو خلیفۂ وقت اس میں دل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اے اللہ! تو ہمیشہ اپنی اس جماعت کو اپنی محبتوں سے نوازتا رہ اور خلیفۂ وقت اور جماعت کی محبت کا یہ دوطرفہ تعلق تیری محبت اور رضا کے تابع اور تیرے فضلوں اور احسانات سے معمور ہمیشہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہے اور کسی شیطان کو اس میں کسی قسم کا رخنہ ڈالنے کی کبھی توفیق نصیب نہ ہو۔ اور جیسا کہ تیرے برگزیدہ رسول ﷺ نے تیری طرف سے خوشخبری دی تھی:

’’اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ میری خاطر آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میری رضا کے حصول کے لئے ایک دوسرے کے پاس جاتے ہیں اور زیارت و ملاقات کرتے ہیں اور میری خاطر اپنے نفوس کی قربانی کرتے ہیں ان کے لئے میں نے اپنی محبت کو واجب کر دیا ہے‘‘۔

پس تو ہمارے لئے انفرادی طور پر بھی اور بحیثیت جماعت بھی اپنی محبت کو واجب کر دے اور ہم سے ایسا راضی ہو کہ پھر اسی رضا کی حالت میں ہم تیرے پاس لوٹیں اور تیری رضا کی ابدی جنتوں میں بسیرا کریں۔ آمین ثم آمین۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

دور چل کر مجھے پھر خیال پیدا ہوا کہ خدا تعالیٰ کا تو حکم ہے کہ یہاں آجائے گا، مگر میں تو اگر باہر چلا گیا تو روپیہ بھی میرے پاس ہے تو یہ کام کس طرح ہوگا؟ اس لئے میں واپس آ کر مسجد کی چھت پر پھر بیٹھ گیا اور دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے۔ پِیراں دِتہ ایک ملازم حضرت اقدس کا جو پہاڑیہ کہلاتا تھا مجھے دیکھ کر آواز دینے لگا کہ بالن کے (یعنی ایندھن کے) گڈے پہاڑی دروازے پر آئے ہیں، چل کر خرید لو۔ مَیں نے سجدہ شکر ادا کیا اور اُس کے ساتھ جا کر دیکھا تو ایک گڈا اوپلوں کا تھا، باقی لکڑی تھی اور اس گڈے کے لئے بارہ شخص گاہک موجود تھے۔ اور وہ ایک دوسرے سے دو دو آنے بڑھ کر بولی دے رہے تھے اور ایک روپیہ بارہ آنے تک بولی ہو چکی تھی۔ میاں نجم الدین صاحب نے دو آنے بڑھا کر لینا چاہا، مَیں نے ایک آواز دی کہ میں دیکھ لوں کہ اس میں کتنا ایندھن ہے اور گڈے کے گرد پھر کر کہا کہ ایک روپیہ بارہ آنے سے زیادہ اس میں ایک پیسے کا ایندھن نہیں ہے (یا لکڑی او پلے نہیں ہیں) جس کی مرضی ہو وہ خرید لے۔ یہ کہہ کر مَیں چلا آیا اور جی میں کہتا تھا کہ الٰہی! بغیر تیرے فضل کے یہ مجھے نہیں مل سکتا۔ میرے چلے آنے پر سب گاہک منتشر ہو گئے اور پیراں دتہ وہاں کھڑا رہا، جب گڈے والا حیران ہوا کہ کوئی لینے والا نہیں تو پیراں دتہ نے کہا کہ میرے ساتھ گڈا لے چلو مَیں تم کو ایک روپیہ بارہ آنے دلواؤں گا۔ گڈے والا اُس کے ساتھ ہو لیا۔ مَیں اُس وقت مسجد مبارک پر دعا کر رہا تھا۔ جو مَیں نے سنا کہ پِیراں دِتہ کہتا ہے کہ گڈا آ گیا، اس کو سنبھال لیں۔ گڈا لنگر خانے میں پہنچا کر مَیں نے سوچا کہ حضرت صاحب کو اطلاع کر دی جائے کہ حکم کی تعمیل ہو گئی ہے۔ مگر دل میں پھر خیال آیا کہ یہ کیا کام ہے جس کی اطلاع دینی واجب ہو گی۔ خود خدا تعالیٰ حضرت اقدس کو بتلا دے گا۔ میرے اطلاع دینے کی ضرورت نہیں۔ صبح کو حضرت اقدس سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ جب ڈھاب کی طرف سے ایک سڑک کا معائنہ کر کے جو میر صاحب نے بنوائی تھی، واپس تشریف لائے تو بطور لطیفے کے حضور نے فرمایا کہ یہاں ایک مہدی حسین آیا ہوا ہے، ہم نے اُس کو ایندھن لانے کے لئے کہا تھا مگر وہ شخص کہتا ہے کہ جب تک مجھے الہام نہیں ہو گا (جس طرح اُس عورت نے سنایا جا کے) مَیں یہ کام نہیں کروں گا۔ اس پر سب لوگ ہنس پڑے۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 282 تا 287 روایات میر مہدی حسین صاحبؓ خادم المسیح)

لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ کا سلوک دیکھیں، کچھ اُن کی مجبوریاں تھیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی ذات کا ثبوت دینا تھا۔ کس طرح ان کی دعا کی بھی قبولیت ہوئی اور سارا انتظام بھی ہو گیا۔

(خطبہ جمعہ 25/ مئی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اطفال کارنر

تقریر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

دلیر، بہادر اور بارعب حضرت عمر رضی اللہ عنہ، خلفائے راشدین میں سے دوسرے خلیفہ تھے۔ فاروق آپ کا لقب تھا۔ آپ ان خوش نصیبوں میں سے ایک تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی دعا سے قبول اسلام کا شرف پایا۔ اسلام کو قبول کرنے سے قبل آپ حضرت محمد ﷺ کے سخت دشمن تھے۔ آپ ایک دفعہ حضرت محمد ﷺ کے شکار کی تلاش میں نکلے تھے مگر بالآخر آپ ﷺ پر ایمان لا کر خود شکار ہو گئے۔ آپ نہایت متقی، نیک، غریب پرور اور اسلام کے لیے غیرت رکھنے والے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب خدا نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی تو میرے لیے آنحضور ﷺ سے زیادہ محبوب کوئی نہ ہے۔

آپ اس قدر دلیر اور نڈر تھے کہ آپ مدینہ ہجرت کرنے سے قبل قریش مکہ کے پاس گئے اور اپنے مدینہ جانے کا اعلان کیا اور کہا کہ کوئی ماں کا لال ہے تو روک کر مجھے دکھلائے۔ آج نماز سے پہلے نمازیوں کو بلانے کے لیے جو اذان دی جاتی ہے اس کے آغاز کا سہرا بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک خواب میں آذان کے الفاظ سکھلا دیئے تھے۔

آپ نے مختلف جنگوں میں حصہ لیا۔ جنگ احد میں جب پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور کفار نے مشہور کر دیا کہ محمد نَعُوْذُبِاللّٰہ مارا گیا ہے اور پھر اپنے خدا ھُبُلْ کی بلندی ظاہر کی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آگے بھیجا کہ جا کر اعلان کرو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ کہ اللہ سب سے بڑا اور کبریائی والا ہے۔

آنحضور ﷺ سے آپ کو اس قدر پیار اور عقیدت تھی کہ آپ کی وفات پر آپ کو یقین نہیں آتا تھا کہ آنحضور ﷺ بھی دنیا چھوڑ سکتے ہیں۔ آپ نے اعلان کر دیا کہ جو کہے گا کہ محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں میں اس کی گردن اتار دوں گا۔ لیکن پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے وفات کے اعلان کے بعد آپ نے اپنے آپ کو سنبھالا دیا۔ آپ نے حجر اسود کو چومتے ہوئے کہا کہ تو ایک پتھر ہے۔ اگر تجھے رسول اللہ ﷺ نے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں بھی نہ دیتا کیونکہ تو نہ نفع دیتا ہے نہ نقصان۔

آپ کے کارناموں میں مجلس شوریٰ اور احتساب کے نظام کا قیام، بیت المال اور جمع قرآن کا مشورہ دینا ہے۔ آپ خود اپنی پیٹھ پر سامان اٹھا کر رات کو غرباء کے گھر پہنچاتے اور اپنے اونٹ کو خود نہلاتے۔ کسی نے کہا کہ آپ خود کیوں نہلا رہے ہیں غلام جو ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں خود سب سے بڑا غلام ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوصاف اپنانے کی توفیق دے۔ آمین۔

(فرخ شاد)

بقیہ: Tag der offnen Tür ......از صفحہ 12

اُن کو نمائش دیکھنے میں مدد فراہم کرتے ہوئے دعوت الی اللہ کے فرائض بھی ادا کرتے رہے۔ اس اہم کام کو خاکسار کے علاوہ، محترم صدر صاحب جماعت، مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ، مکرم محمد شاہد بٹ صاحب اور مکرم ڈاکٹر عاصم محمد طارق صاحب نے ادا کیا۔ ایک اور خادم جو کہ کافی چست اور ہر جگہ نمایاں دکھائی دیتے تھے، وہ تھے عزیزم ذیشان بٹ صاحب، یہ اس تمام کارروائی کو کیمرہ کی آنکھ میں محفوظ کرتے جاتے تھے۔

سب سے نیچے والے ہال کو پردہ لگا کر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ایک جانب مرد مہمان اور دوسری جانب عورت مہمانوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ اس مقام کو ریفریشمنٹ اور وڈیو دکھانے کے لیے ترتیب دیا گیا تھا۔ اس ہال میں داخلے کے وقت ہی اس بات کا احساس ہو جاتا رہا کہ یہاں پر کھانے کی اشیاء موجود ہیں۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس لیے کہ یہاں پر لجنہ اماء اللہ کی صدر صاحبہ کی زیر نگرانی تیار کردہ چیزیں اور تواضع کا سامان رکھا گیا تھا۔ خاکسار کی نظر جب مہمان پروری کی میز پر پڑی تو وہاں پر cake جس کو اس ملک کی زبان میں Kuchen کہتے ہیں جس کو ریفریشمنٹ کا بادشاہ سمجھا جاتا ہے جس کے بغیر refreshment مکمل نہیں ہوتی۔ اپنی موجودگی کا احساس دلا رہا تھا۔ لیکن جب غور سے دیکھا تو یہ کئی قسم کا تھا۔ اپنی بناوٹ و رنگت اور جس پر سجا ہوا تھا اُس برتن کو دیکھنے سے اس بات کا احساس ضرور ہوتا تھا کہ ان cakes کو بنانے اور اس ہال تک لے کر آنے میں کئی ہاتھوں نے کام کیا ہے۔ تو بے ساختہ اُن کے لیے دل سے دُعا ان الفاظ میں نکلی: اے اللہ! تُو ان کے مال اور نفوس میں برکت دے۔ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے ضرور اس دُعا کو سن کر آمین کی صدا بلند کی ہوگی۔ ایک طرف خوشبو کھینچ کر لے گئی، تو کیا دیکھا کہ ایک رکابی پکوڑوں سے بھری پڑی ہے۔ ٹیبل کے دوسری طرف sandwich میزبانی کرنے کے لیے تیار اور مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں پر اپنے آپ کو قربان کرنے کے لیے خوش آمدید کہے رہے تھے۔ ذرا غور سے نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ وہ تو پاکستانی انداز سے تیار شدہ نہیں ہیں بلکہ اُس احمدی بھائی کے گھر سے بن کر آئے جن کا تعلق ترکی سے ہے۔ لیکن اپنے آپ کو کُرد کہنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ بے ساختہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ زبان سے جاری ہوا۔ اور اس بات کی شہادت ملی کہ واقعتاً حضرت مسیح پاکؑ کے ماننے والے آپؑ کے مہمانوں کی آؤ بھگت کرنے کے لیے ہر وقت وہر لحظہ تیار رہتے ہیں۔ ایک بڑی پلیٹ میں پڑی ہوئی بریانی پر نظر غور سے دیکھا تو خیال آیا کہ شاید یہ بے چاری بے وقت یہاں تشریف لے آئی ہے۔ کیونکہ اس کا راج تو دوپہر کے کھانے کے وقت ہوتا ہے۔ لیکن میرا اندازہ غلط ثابت ہوا، جب کچھ دیر کے بعد میرا دھیان اُس طرف گیا تو کیا دیکھا کہ کسی نے اپنے ہاتھ اُس پر بھی صاف کر لیے ہیں۔ ان کھانے والی چیزوں کے ساتھ coffee اور چائے پینے کا انتظام بھی مہمان پروری کے لیے موجود تھا۔ ریفریشمنٹ تو سب کے لیے قابلِ تعریف تھی۔ ریفریشمنٹ کرنے کے ساتھ ساتھ مہمانوں نے جرمن زبان میں تیار کردہ ویڈیو جس میں جرمنی جماعت کی activities سن 2019 کی ایک مختصر جھلک دکھائی گئی تھی، کو بڑے غور سے دیکھا اور سنا۔ بعض مہمانوں کی تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور بے ساختہ اُن کے منہ سے یہ الفاظ نکلے: ''آپ کی جماعت تو دُنیا بھر میں بہت مقبول ومعروف ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے''۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اس دن خدام و اطفال نے مل کر سائیکل چلانے کا شوق بھی پورا کیا اور یوں cycling بھی اس پروگرام کا حصہ بنی۔ شام کو چار بجے ایک Presentation پیش کی گئی جس کا عنوان تھا Scharia oder Grundgesetz جس کا ترجمہ یوں کیا جا سکتا ہے، Sharia or Basic Law، اس کو مکرم نوید حبیب سے بڑے اچھے انداز میں پیش کیا۔ اب باری تھی سوالات کے جوابات دینے کی۔ خاکسار نے سوالات کے اردو میں جوابات دیئے اور مکرم طاہر احمد صاحب ظفر نے جرمن ترجمہ اس انداز میں کیا کہ جس سے جوابات کی مزید وضاحت بھی ہوگئی۔ مہمان خوش وخرم دکھائی دیئے اور اسلام کا ایک اچھا تصور لے کر اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔ دوبارہ جماعتی پروگرامز میں آنے کے لیے اپنے فون نمبر اور ای میل کے addresses بھی دیئے۔ ایک بات تو اکثر کی زبان سے جاری تھی کہ:

''اگر اسلام اتنا پیارا مذہب ہے۔ تو پھر وہ کون سا اسلام ہے جو میڈیا دُنیا کے سامنے پیش کرتی ہے''۔

بعض مہمانوں نے یہ بھی کہا کہ:

''اس اسلام سے تو یورپ یا جرمنی کو کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہیے''

ایک دوست جو کہ ریڈیو کے ذریعہ اس پروگرام کا سُن کر مسجد میں تشریف لائے تھے۔ انہوں نے قرآن کریم کو جرمن ترجمہ کے ساتھ پڑھا اور کہتے رہے:

''جب میرا بیٹا بڑا ہو گا تو میں اس کو اِس اسلامی لائبریری میں لے کر آیا کروں گا تا کہ اِس کو اسلام کی صحیح تعلیم مل سکے'' (ان کا بیٹا بھی ان کے ساتھ تھا)

ایک دوست جاتے ہوئے چھوٹی چھوٹی کتب بھی ساتھ لے کر گئے اور کہنے لگے:

''میں ان کو اپنی بیوی کو دوں گا تا کہ وہ اس کو پڑھے اور اُس کو معلوم ہو کہ اسلام عورتوں کے بارے میں بہت اعلیٰ تعلیم دیتا ہے''

ہمارے علاقے کے ایک پادری صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس پروگرام میں شامل ہونے کی توفیق دی۔ انہوں نے کہا:

''یہ میرا پہلا موقع ہے کہ میں اس طرح ایک مسجد میں مسلمانوں سے گفتگو کرتے ہوئے محظوظ ہو رہا ہوں''

خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دوبارہ بھی آنے کا انہوں نے وعدہ کیا۔

پولیس کی نمائندگی میں ہمارے شہر کے دو پولیس آفیسرز بھی اپنی معلومات میں اضافے کے لیے اس بابرکت event میں شامل ہوئے اور جماعت کے بارے میں حاصل کردہ معلومات سے مطمئن ہو کر واپس لوٹے۔ بعض مہمان ایسے تھے جنہوں نے کہا کہ ہم زندگی میں پہلی دفعہ کسی مسجد میں آئے ہیں۔ مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے 33 مہمانوں کی آمد ہوئی۔

اس پروگرام کی خبر ایک ریڈیو اور تین اخبارات کی زینت بننے سے بہت سے جرمن لوگوں نے اِس دلعزیز و دل نواز پروگرام'' آیئے! ہمارے دروازے آپ کے لیے کھلے ہیں'' کی خبر سُنی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ

اس پروگرام کو کامیاب کرنے میں جنہوں نے حصّہ لیا، اللہ تعالیٰ اُن پر اپنے خاص فضلوں و رحمتوں کی بارش نازل کرتا چلا جائے اور اُن کو مزید بہتر رنگ میں جماعت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مدثر ظفر

مہاجر پرندوں کا عالمی دن

ہر سال 9 نومبر مہاجر پرندوں کے عالمی دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔یہ دن منانے کا مقصد لوگوں میں مہاجر پرندوں کا تحفظ اور ہماری زمین کے لیے ان کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔جانوروں بالخصوص پرندوں کی سالانہ ہجرت بالعموم شمالاً جنوباً ہوتی ہے۔یہ پرندے سرد ممالک سے گرم ممالک کی طرف اس وقت ہجرت کرتے ہیں جب وہاں موسم بہت زیادہ سرد ہو جاتا ہے۔

پرندوں کی اس ہجرت کی تین بنیادی وجوہات ہیں۔جن میں خوراک کا حصول،موزوں موسم کی تلاش اور افزائش نسل۔اس کے علاوہ پرندے جنگلات کے پھیلاؤ میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔یہ درختوں کے بیج کھا لیتے ہیں جو ان کے ساتھ دور دراز علاقوں تک پہنچ جاتے ہیں۔نیز یہ جن علاقوں میں جاتے ہیں وہاں کیڑوں مکوڑوں کی آبادی میں توازن رکھنے کا سبب بنتے ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر کے پرندوں کی 10000 ہزار اقسام میں سے 1800 اقسام بہت طویل فاصلہ تک ایک مقام سے دوسرے مقام تک ہجرت کرتی ہیں۔دنیا کے تمام پرندوں میں سے تقریباً 4000 اقسام مستقلاً ہجرت کرتی رہتی ہیں۔یہ تعداد کل پرندوں کا 40 فیصد بنتی ہے۔

صدیوں سے جاری اس سلسلے میں کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ پرندے اپنا راستہ بھول جائیں۔البتہ بیماری کے باعث پیچھے رہ جانا اور منزل تک نہ پہنچ پانا الگ بات ہے۔اللہ تبارک و تعالیٰ نے پرندوں کو سمت کے تعین کا حیرت انگیز نظام دیا ہوا ہے۔محققین کے مطابق پرندوں کے نتھنوں کے اوپر زمین کی مقناطیسی فیلڈ کو محسوس کرنے والے عضلات ہوتے ہیں۔یہ ایک نہایت سادہ سا GPS ہے جو خالق کائنات نے پرندوں کو عطاء کیا ہے۔اس کی مدد سے پرندے سمت معلوم کرتے ہیں اور ہزاروں میل دور دراز کے اسفار میں کبھی بھی راستہ نہیں بھولتے۔

پرندوں کی یادداشت بہترین ہوتی ہے،سمت معلوم کرنے کے لیے پرندے زمین کی تزئین کو بھی یاد رکھتے ہیں۔جیسا کہ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ، یا پہاڑی سلسلوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔حتیٰ کہ محققین کے نزدیک مہاجر پرندوں کی بعض اقسام پرانی موٹرویز کو بھی سمت کا تعین کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔بعض پرندے سورج کی حرکت پر نظر رکھنے کے ساتھ ستاروں کی مدد سے بھی اپنی سمت کو درست رکھنے میں مدد لیتے ہیں۔

طویل ترین فاصلہ تک بغیر رکے سفر کرنے والا پرندہ bar-tailed godwit ہے جو الاسکا سے نیوزی لینڈ تک بغیر رکے 10200 کلومیٹر تک کا طویل سفر طے کرتا ہے۔بغیر رکے کسی بھی جانور کا یہ طویل ترین سفر بھی ہے۔سب سے طویل فاصلہ تک ہجرت The Arctic Tern نامی پرندہ کرتا ہے۔یہ ایک پول سے دوسرے پول تک ہجرت کرتے ہیں۔ان کی ہجرت کا کل فاصلہ 90000 کلومیٹر بنتا ہے۔

بڑے پیمانے پر ہونے والی موسمیاتی تبدیلیاں ان پرندوں کے ہجرت کے معمولات پر بری طرح اثر انداز ہو رہی ہیں۔ان تبدیلیوں کے باعث ہجرت کرنے والے پرندوں کو ہجرت کے وقت کے تعین میں مشکلات پیش آتی ہیں۔موسموں میں اس غیر معمولی اتار چڑھاؤ کے باعث پرندے ہجرت کے صحیح وقت کا تعین نہیں کر پاتے۔ہجرت کا بڑا مقصد افزائش نسل ہے چنانچہ ہجرت صحیح وقت پر نہ کرنے کے باعث ان کی افزائش بہت زیادہ متاثر ہو رہی ہے۔نتیجتاً ان پرندوں کی آبادی میں تیزی سے کمی واقع ہو رہی ہے۔

گریٹر فلیمنگو، فلیمنگو سٹی سے ہجرت کر کے رن آف کچھ ہندوستان اور بیٹس آئی لینڈ میں اترتے ہیں۔ناردرن شولر یورپ سے شمالی ایشیا اور ہمالیہ پر اترتے ہیں۔روسے پیلکن یورپ سے شمالی ہندوستان میں اترتے ہیں۔گیڈویل یورپ اور شمالی امریکہ سے بھوپال انڈیا میں اترتے ہیں۔بلیک ٹیل گوڈوٹ روس سے شمالی انڈیا کی طرف آتے ہیں۔سپاٹڈ ریڈ شینک اسکینڈے نیویا سے ہریانہ ہندوستان میں اترتے ہیں۔بلیوتھروٹ یورپ اور الاسکا سے راجستھان کا سفر کرتے ہیں۔ایشین کوئل سنگاپور سے پونڈیچری کی طرف جاتے ہیں۔بلیک کراؤنڈ نائٹ ہیرن ارجنٹینا،چلی اور چین سے بنگال کی طرف جاتے ہیں۔گولڈن اوریل یورپ سے ہندوستان کی طرف جاتے ہیں۔بلیو چیکڈ افریقہ اور یورپ سے ہندوستان جاتے ہیں۔اسی طرح سائیبریا سے آنے والے پرندے پاکستان میں سندھ اور بلوچستان کے کئی علاقوں میں اترتے ہیں جن کا قانونی و غیر قانونی شکار ان کی بقاء کے لیے سنگین خطرہ بنتا جا رہا ہے۔

بار ہیڈڈ گیس نامی پرندہ ہمالیہ کے اوپر سے گزرتے وقت اونچی پرواز کرتا ہے جو ساڑھے پانچ میل سطح سمندر سے بلند ہوتی ہے۔یہ کسی بھی پرندے کا سب سے زیادہ بلندی پر پرواز کرنے کا ریکارڈ ہے۔آرکٹک ٹرن نامی پرندہ ایک سال میں 50 ہزار میل سے زیادہ سفر کرتا ہے۔گریٹ سنائپر تمام مہاجر پرندوں میں سے سب سے تیز ترین ہجرت کرنے والا پرندہ ہے۔گولڈن پلور ہجرت سے قبل hyperphagia کی کیفیت میں داخل ہو جاتا ہے اور بہت زیادہ خوراک کا استعمال کرنے لگتا ہے۔ضرورت سے زیادہ خوراک کے استعمال کے نتیجے میں اس کا وزن دگنا ہو جاتا ہے۔یہ چربی 2300 میل طویل سفر کے دوران ان کے لیے ایندھن کا کام کرتی ہے۔یہ سفر 86 گھنٹے طویل ہوتا ہے۔

پرندے ہماری زمین کے Echosystem کے لیے ناگزیر ہیں۔اگر پرندے زمین سے بالکل ناپید ہو جائیں تو کیڑے مکوڑوں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ ہو جائے گا۔ساتھ سانپ جو پرندے اور ان کے انڈے کھاتے ہیں انہیں خوراک کے حصول میں مشکلات پیش آئیں گی۔لاکھوں اقسام کے پیڑ پودوں کی بار آوری کا انحصار پرندوں پر ہے۔ان پرندوں کے ختم ہونے کا مطلب ہے کہ زمین سے ان پودوں اور درختوں کا وجود بھی ختم ہو جائے گا۔نیوزی لینڈ کے جنگلوں میں ستر فیصد پودے پرندوں کی جانب سے پھیلائے بیجوں سے اگتے ہیں۔پرندوں کا خاتمہ مطلب نیوزی لینڈ کے جنگلوں میں ستر فیصد پودوں اور درختوں کی کمی۔انسانی خوراک میں شامل کل پیڑ پودے اور سبزیوں کی نشونما کا انحصار پرندوں پر ہے۔پرندوں کے یکسر ختم ہونے پر حضرت انسان کو خوراک کی کمی کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔

پرندے ہمارے قدرتی ماحول کو صاف رکھنے کا کام بھی کرتے ہیں۔یہ مرداروں کو کھاتے ہیں اس طرح زمین کی صفائی ہوتی رہتی ہے۔صرف بھارت میں گدھوں کی تعداد میں کمی کے باعث جنگلی کتوں کی تعداد میں پانچ اعشاریہ پانچ ملین کا اضافہ ہوا۔جس کے نتیجے میں ریبیز کے کیسز میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا۔کسی بھی علاقہ کے پرندوں کو دیکھ کر اس علاقہ کے قدرتی ماحول کی صحت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی۔ننھے منے سے چہچہاتے یہ پرندے اس کی شاندار مثال ہیں۔ہمارے اردگرد منڈلاتا چھوٹا سا کوئی پرندہ زمین کو ہماری رہائش کے قابل بنانے میں بنیادی کردار ادا کر رہا ہوتا ہے۔پرندوں کا تحفظ انسانی بقاء کا ضامن ہے جس کے لیے ہمیں اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

رپورٹ: انیس رئیس۔ مبلغ سلسلہ جاپان

جاپان میں عالمی یوم امن کی تقریب

نیز مختلف ممالک کے سفراء کی خدمت میں جماعتی کتب کا تحفہ

اقوامِ متحدہ نے 1981ء سے اکیس ستمبر کا دن ''عالمی یوم امن'' کے طور پرمنانے کا اعلان کر رکھا ہے۔ یہ دن بنیادی طور پر جنگوں اور تشدد کے خاتمہ اور عالمی امن کو برقرار رکھنے کے لئے وقف کیا گیا ہے۔ گو کہ اس کے باوجود دنیا کے مختلف ممالک اور خطے ہنوز بد امنی کا شکار اور خانہ جنگی سمیت بین الاقوامی تنازعات میں گھرے ہوئے ہیں۔ لیکن اس دن کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ یہ دن مناتے ہوئے امن اور بقائے باہمی کی اہمیت اجاگر کی جائے اور برداشت، ہم آہنگی اور انسانیت کے احترام جیسی روایات کو فروغ دینے کے لئے معاشرتی شعور بیدار کیا جائے۔

اس دن کی مناسبت سے پوری دنیا میں حکومتی اداروں اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کی جانب سے مختلف تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے اور نوجوان نسل میں اس دن کی اہمیت کے حوالے سے شعور بیدار کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔

جاپان بھر میں بھی اس حوالہ سے مختلف تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے اور امن عالم کے حوالہ سے مختلف پہلو زیر غور لائے جاتے ہیں۔ اسی طرح کی ایک تقریب امسال جاپان کے نہایت مشہور اور تاریخی مقام Yasukuni Srhine میں منعقد ہوئی۔

یاسُوکُونی معبد کیا ہے؟

جاپان کی یہ مشہور قومی یادگار براعظم ایشیاء کے متنازعہ ترین سمجھے جانے والے مقامات میں سے ایک ہے۔ شنتو مت کا یہ معبد تقریباً سوا سو برس قبل میجی بادشاہت کے دور میں تعمیر کیا گیا۔ یہ معبد عام شنتو معابد سے قدرے مختلف حیثیت رکھتا ہے۔ یہ جگہ جنگ عظیم دوم کے دوران جاپان کی جنگی پالیسی کی یادگار متصور ہوتی ہے۔ شنتو عقائد کے مطابق یہ معبد ان سپاہیوں کی روحوں کا مدفن ہے جو جنگ کے دوران اپنے ملک کی خاطر لڑتے ہوئے قربان ہو گئے۔

جنگ عظیم دوم کے دوران جاپانی قوم جارحانہ حملے کرتے ہوئے چین، کوریا اور مشرق بعید کے اکثر خطہ پر قابض ہو چکی تھی، لہٰذا یاسُوکُونی شرائن مشرق بعید کے متعدد ممالک میں نہایت متنازعہ مقام سمجھی جاتی ہے۔ جاپانی وزیر اعظم کا اس معبد کا دورہ کرنا دنیا بھر میں خبروں کی شہ سرخی بنتا ہے۔ اسی طرح چین اور کوریا جیسے ممالک کی طرف سے یہ اعتراض سامنے آتا ہے کہ وزراء اعظم کے ان دوروں سے جاپان ان ممالک کے زخموں پر نمک چھڑکتا ہے۔

جاپانی قوم کا دوبارہ جنگیں نہ کرنے کا عہد

گزشتہ ایک دہائی کے دوران جاپان کے صرف تین وزراء اعظم نے یاسُوکُونی معبد کا دورہ کیا ہے۔ ان دوروں کے دوران وزراء اعظم نے جاپان کے جنگی ہیروز کو خراج تحسین پیش کرنے، جنگوں کے دوران مظالم کا نشانہ بننے والی اقوام سے ہمدردی اور تعزیت کے جذبات کے علاوہ جاپانی قوم کی طرف سے اس عزم صمیم کا اظہار کیا گیا کہ:

Japan will never wage war again

مذاہب عالم کی نمائندگی میں تقریر کی دعوت

امسال عالمی یومِ امن کے موقع پر یاسُوکُونی معبد میں ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف ممالک کے سفراء، جاپان کی سیاسی شخصیات، سکولوں اور کالجز کے منتخب نمائندگان نے شرکت کی۔ اس تقریب میں مذاہب عالم کی نمائندگی میں خاکسار کو تقریر کے لئے مدعو کیا گیا۔ جبکہ دوسری تقریر جاپان میں جمہوریہ سان مرینو کے سفیر محترم کی تھی۔ سان مرینو کے سفیر جاپان میں تمام دنیا کے سفراء کے ڈین اور سربراہ کے عہدے پر فائز ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احسان سے یہ پہلا موقع تھا جب جاپان کی اس نہایت اہم اور مشہور قومی یادگار میں کسی احمدی مسلمان کو نہ صرف شرکت کی دعوت دی گئی بلکہ مذاہب عالم کی نمائندگی میں اسلام احمدیت کی پر امن تعلیم کی روشنی میں تقریر کا موقع ملا۔

یاسُوکُونی معبد میں کی گئی تقریر کا خلاصہ

بین الاقوامی طور پر اس نہایت حساس مقام پر تقریر کی تیاری کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطابات کا مجموعہ ''عالمی بحران اور امن کی راہ'' کا مطالعہ نہایت درجہ مفید ثابت ہوا۔ عصر حاضر کے مسائل، بین الاقوامی تنازعات کی وجوہات اور ان کے پر امن حل کے حوالہ سے حضور پر نور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات نہایت جامع رنگ میں ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ لہٰذا حضور انور کے خطابات میں سے درج ذیل تین ارشادات کی روشنی میں تقریر تیار کی گئی۔ قارئین کے استفادہ کے لئے یہ تینوں اقتباسات پیش خدمت ہیں:

امنِ عالم کے موضوع پر بات کرتے ہوئے جنگوں کی وجوہات اور بین الاقوامی تنازعات کا جائزہ لینا نہایت ضروری امر ہے۔ نیز اس تاثر کو زائل کرنا ہماری اولین ذمہ داری ہے کہ دنیا میں مذہب جنگوں کی بنیاد ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ ارشاد اس حوالہ سے ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

''اگر ہم گزشتہ چند صدیوں کی تاریخ کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیں تو ہمیشہ یہ نظر آئے گا کہ اس دور میں جو جنگیں ہوئیں وہ درحقیقت مذہبی جنگیں نہیں تھیں۔ بلکہ زیادہ تر جغرافیائی اور سیاسی نوعیت کی جنگیں تھیں۔ آج بھی اقوام عالم کے مابین جو تنازعات موجود ہیں وہ دراصل سیاسی، علاقائی اور اقتصادی مفادات کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور حالات جو رخ اختیار کر رہے ہیں انہیں دیکھتے ہوئے مجھے ڈر ہے کہ مختلف ممالک کے سیاسی اور اقتصادی تغیرات ایک عالمگیر جنگ پر منتج ہو سکتے ہیں۔ ان حالات کے نتیجہ میں صرف امیر ممالک ہی نہیں بلکہ غریب ممالک بھی متاثر ہو رہے ہیں۔ اس لئے طاقتور ممالک پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مل بیٹھ کر انسانیت کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کی کوشش کریں''

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ نمبر 10)

جاپان کی قومی یادگار کے موقع پر منعقد ہونے والی اس تقریب میں جاپانی شہری کی حیثیت سے وطن سے محبت کے بارہ میں کچھ عرض کرنا ضروری تھا، لیکن احتیاط پیش نظر تھی کہ آج کل کی قوم پرستی اور دائیں بازو کی تحریکات اس سے کچھ غلط مطلب اخذ نہ کر لیں، اس مخمصہ سے نجات کے لئے بھی سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا جرمنی کے فوجی ہیڈ کوارٹرز میں فرمودہ خطاب نہایت جامع اور زریں اصول بیان فرماتا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس خطاب میں سے مندرجہ ذیل اقتباس حب الوطنی اور قوم پرستی کے جذبات کے مابین نہایت خوبصورت حد فاصل قائم فرماتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کہ ''وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔'' لہٰذا اسلام اپنے ہر پیروکار سے مخلصانہ حب الوطنی کا تقاضا کرتا ہے۔ خدا اور اسلام سے سچی محبت کرنے کے لئے کسی بھی شخص کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے وطن سے محبت کرے۔ لہٰذا یہ بات بالکل واضح ہے کہ کسی شخص کی خدا سے محبت اور وطن سے محبت کے درمیان کوئی ٹکراؤ نہیں ہوسکتا۔''

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ نمبر 27)

قوم پرستی اور حب الوطنی کے مابین حدِّ فاصل بیان کرنے کے لئے انسانیت سے محبت واحترام کا پہلو بیان کرنا بھی ضروری تھا۔ تا کہ یہ بات واضح ہوسکے کہ جس طرح ایک ملک کے شہری کی حیثیت سے اس ملک سے محبت ایک مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ بعینہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کی بھلائی اور خدمت ایک مسلمان کے فرائض میں شامل ہے۔ اس موضوع پر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے درج ذیل اقتباسات ہماری راہنمائی فرماتے ہیں:

’’ہم دنیا میں متواتر صدائے امن بلند کرتے رہتے ہیں اور ہمارے دل دکھی انسانیت کا درد اور تکلیف محسوس کرتے ہیں اور یہ کرب ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم بنی نوع انسان کی تکالیف کو کم کرنے اور اس دنیا کو جس میں ہم رہتے ہیں ایک بہتر جگہ بنانے کی کوشش کریں‘‘

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ نمبر 40)

اسی طرح عدل و انصاف، بین الاقوامی اتحاد اور دنیا کے گلوبل ولیج بن جانے کے بارہ میں ایک مسلمان شہری اور اقوامِ عالم کی ذمہ داریوں کے بارہ میں حضور انور کی نصائح نہایت جامع اور زریں اصول پیش فرماتی ہیں۔ خاکسار نے نہایت اختصار سے تین اقتباسات درج کئے ہیں لیکن فی الحقیقت ان خطابات کا بالاستعیاب مطالعہ عصر حاضر کے مسائل کو سمجھنے اور ان موضوعات پر اظہارِ خیال کرنے والوں کے لئے ایک مکمل اور جامع راہنمائی مہیا کرتے ہیں۔

جاپان میں غیر ملکی سفراء سے ملاقات اور کتاب کا تحفہ

عالم یومِ امن کی تقریب کے حوالہ سے میز بانوں کی طرف سے دنیا کے تمام ممالک کے سفراء کو شرکت کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ پروگرام بھجوایا جاچکا تھا، جس میں یہ ذکر تھا کہ جماعت احمدیہ جاپان کے امام، مذاہب عالم کی نمائندگی میں اس تقریب سے خطاب کریں گے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ موقع پیدا کر دیا کہ مختلف ممالک کے سفیروں سے ملاقات کر کے انہیں اسلام احمدیت کا تعارف کروایا جاسکے۔ نیز موقع کی مناسبت سے خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطابات کا مجموعہ ’’عالمی بحران اور امن کی راہ‘‘ سفرائے کرام کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کرنے کی توفیق حاصل کی۔

جاپان میں دنیا کے سفیروں کے ڈین اور سربراہ جناب Kadelo Mario صاحب کے علاوہ، لبنان، میانمار، بنگلہ دیش، مصر، بوسنیا، گنی بساؤ، غانا، یوکرائن سمیت 19 ممالک کے سفیروں یا سفارتی عملہ سے ملاقات کر کے ان کی خدمت میں اس کتاب کا تحفہ پیش کیا گیا۔

یومِ امن کی تقریب کا احوال

عالمی یوم امن کی تقریب کے موقع پر یاسُوکُونی معبد کے سربراہ نے مختلف ممالک کے سفراء اور مہمانوں کو معبد کا دورہ کروایا۔ معبد میں آمد پر شکریہ ادا کیا اور تحائف پیش کئے۔ اس دن کے حوالہ سے جاپان کے بعض مشہور خطاطوں نے جاپانی زبان میں امن کے بارہ میں اپنے فن پارے پیش کئے۔ خاکسار کی تقریر کے بعد سان مرینو کے سفیر محترم نے اپنی تقریر مزید مختصر کرتے ہوئے یہ اظہار کیا کہ احمدی مسلمان امام نے امن عالم کے بارہ میں جو تعلیم پیش کر دی ہے اس کے بعد اس موضوع پر کچھ کہنے کی گنجائش نہیں۔ تقاریر اِس مشہور شنتو معبد کے عین مرکزی دروازے کے سامنے منعقد ہوئیں لہٰذا مہمانوں کے علاوہ معبد کا دورہ کرنے والے عام شہریوں کی بڑی تعداد بھی اس تقریب میں شریک ہوگئی۔

جنگ عظیم دوم کے دوران استعماری طاقتوں کے مقابل پر جاپانی جنگی جارحیت ایک تاریخی حقیقت ہے۔ جاپان سے لے کر مشرق بعید کے آخری ملک میانمار تک جاپانی سلطنت کی توسیع اس تاریخی حقیقت کی عکاس ہے۔ لیکن یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ہیروشیما اور ناگاساکی دنیا کے وہ منفرد شہر ہیں جو ایٹمی حملوں کا نشانہ بن چکے ہیں اور اب جنگوں اور جارحیت کے مقابل دنیا کو امن و محبت کا پیغام دینے میں پیش پیش ہیں۔ نیز جاپانی قوم کی تیز تر اقتصادی ترقی، جنگ عظیم میں شکست کے بعد انتقام کی خواہش کی بجائے عفو و درگزر کی پالیسی اور جنگ عظیم دوم سے سبق سیکھتے ہوئے آئندہ جنگیں نہ کرنے کے عزم کا اظہار جاپان کو اقوامِ عالم میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام پر فائز کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مئی 2006ء میں دورہ جاپان کے دوران جاپانی قوم سے اپنی توقعات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

’’دنیا تیسری عالمگیر جنگ کے دہانے پر ہے۔ جاپانی ایک ایسی قوم ہے جو دوسری جنگ عظیم میں سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ اب آپ لوگ تیسری جنگ عظیم کو روکنے کے لئے قدم اٹھائیں۔ خدا آپ کی مدد کرے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس خوبصورت دنیا کو ہلاکت سے بچا لے اور لوگوں کو عقل دے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے والے ہوں۔ آمین‘‘

(اقتباس کا خلاصہ از خطاب حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ مؤرخہ 9 مئی 2006ء۔ ٹوکیو)

آج کی دعا

’’صرف تو ہی معبود ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں‘‘

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ۔ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ۔ وَلَكَ الْحَمْدُ۔ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ۔ وَلَكَ الْحَمْدُ۔ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَّقَوْلُكَ حَقٌّ وَّلِقَآؤُكَ حَقٌّ وَّالْجَنَّةُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ حَقٌّ وَّالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ حَقٌّ۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ أَخَّرْتُ وَمَآ أَسْرَرْتُ وَمَآ أَعْلَنْتُ۔ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ أَوْ لَآ إِلٰهَ غَيْرُكَ

(صحیح بخاری، کِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ الدُّعَآءِ إِذَا انْتَبَهَ بِاللَّيْلِ حدیث: ۶۳۱۷)

ترجمہ: اے اللہ! تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں تو آسمان وزمین اور ان میں موجود تمام چیزوں کا نور ہے، تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں تو آسمان اور زمین اور ان میں موجود تمام چیزوں کا قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیرا قول حق ہے، تجھ سے ملنا حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، قیامت حق ہے، انبیاء حق ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں۔ اے اللہ! تیرے سپرد کیا، تجھ پر بھروسہ کیا، تجھ پر ایمان لایا، تیری طرف رجوع کیا، دشمنوں کا معاملہ تیرے سپرد کیا، فیصلہ تیرے سپرد کیا، پس میری اگلی پچھلی خطائیں معاف کر۔ وہ بھی جو میں نے چھپ کر کی ہیں اور وہ بھی جو کھل کر کی ہیں تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے، صرف تو ہی معبود ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

یہ پیارے رسول، مقدس الانبیاء، خاتم النبیین، حضرت محمد ﷺ کی نماز تہجد کی بہت پیاری دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (اَللّٰهُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَكُنْ مَّعَهٗ حَيْثُ مَا كَانَ وَانْصُرْهُ نَصْرًا عَزِيْزًا) فرماتے ہیں:

ایک حدیث ہے جس میں بہت ہی پیاری ایک دعا سکھائی گئی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو جب تہجد پڑھتے تو مندرجہ بالا دعا یہ دعا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ دعائیں کرنے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خطبہ جمعہ 15/ اگست 2003ء، بحوالہ خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 252-253)

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

ترجمہ و کمپوزنگ: ابو اثمار اٹھوال

This week with Huzur

8 اکتوبر 2021ء

(قسط اول)

اس ہفتے مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے 2 آن لائن ملاقاتوں کا شرف حاصل ہوا جس میں سے پہلی ملاقات مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کی نیشنل مجلس عاملہ اور قائدین علاقہ و ریجنز کے ساتھ آفیشل میٹنگ تھی جس کے لیے خدام پیس ویلیج کی مسجد بیت الاسلام کمپلیکس کے طاہر ہال میں جمع ہوئے تھے۔

پہلی ملاقات

نیشنل عاملہ اور قائدین علاقہ و ریجنز مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدّہ اللہ کے ساتھ ملاقات

پہلی ملاقات مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کی حضور انور ایدہ اللہ سے نیشنل مجلس عاملہ اور قائدین علاقہ و ریجنز کے ساتھ آفیشل میٹنگ تھی جس میں دعا کے بعد ممبرانِ عاملہ نے مختلف ایشوز پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کی ۔

خادم: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ پیارے آقا۔

حضور: وعلیکم السلام! عظیم صاحب۔ آپ مربی ہو؟

خادم: جی پیارے آقا۔

حضور: آپ کافی دیر یہاں میرے پاس بھی رہے ہیں۔

خادم: جی حضور! آپ کے پاس دس مہینے رہا ہوں۔

حضور: دس مہینے؟ دس مہینے میں تو انسان بہت کچھ سیکھ لیتا ہے۔ امید ہے معتمد کے طور پر اچھا کام کر رہے ہوں گے۔

خادم: جی حضور! کوشش کر رہا ہوں۔

پیارے امام نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ اچھا کوشش کر رہے ہیں۔ یہ نا ہو کہ صدر صاحب شکایت کر دیں کہ آپ نے اچھا ٹریننگ دے کر بھیجا ہے؟ آپ نے تو دوسرے مہتممین کو بھی سکھانا ہے۔

ایک اور خادم نے عرض کیا کہ حضور! خاکسار نبیل احمد مرزا۔ اور بطور ایڈیشنل مہتمم تربیت خدمت کی توفیق پا رہا ہے۔

حضور: کیا ایڈیشنل کام ہیں؟

خادم: حضور رشتہ ناطہ۔ اس سال ہماری کوشش یہی رہی ہے کہ ’’خداموں‘‘ کو توجہ دلائیں۔

جس پر پیارے آقا ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مربی صاحب کو تو ’’خداموں‘‘ نہیں کہنا چاہیے۔

خادم: جماعت کے اندر خدام میں شادی کے رجحان کی طرف توجہ دلانے کے لیے ہم نے مختلف پروگرام کیے ہیں اور کوشش کی تھی کہ والدین سے بھی رابطے کریں۔ اور ہم نے Parents Information Sessions کی بھی 2 سیریز منعقد کی تھیں۔ اور اس کے علاوہ خدام کے ساتھ سوال و جواب کے پروگرام بھی منعقد کیے تھے۔

حضور: ٹھیک ہے۔ خدام کو کچھ تھوڑی سی صبر کی بھی ٹریننگ دیں۔ تربیت کا یہ بھی کام ہے۔ صرف رشتے طے کرنا کام نہیں ہے۔ مرد قوّام ہوتا ہے۔ اس کے مضبوط اعصاب ہوتے ہیں۔ اس کو زیادہ حوصلہ دکھانا چاہیے۔ سوائے اس کے کہ عورت بہت بڑی غلطی کر جائے اور وہ بھی دینی لحاظ سے غلطی ہو۔ چھوٹی موٹی باتوں کو Ignore کرنا چاہیے۔ اس بارے میں خدام کو بتائیں۔ دوسرے سارے دنیا داری میں پڑ گئے ہیں۔ اس لیے اپنی اپنی ذمہ داریوں کا پتا ہی نہیں اور صرف اپنا حق لینا چاہتے ہیں اور خود حق دینا نہیں چاہتے نہ لڑکی مرد کو حق دینا چاہتی ہے اور نہ ہی مرد لڑکی کو حق دینا چاہتا ہے۔ دونوں ہی selfish ہیں۔ دونوں ہی یہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے حق ادا کرو گے تو پھر ہم آپ کے حق ادا کریں گے۔ یہ بہت بڑی بیماری پیدا ہو گئی ہے اس لیے تربیت کی ضرورت ہے۔ اس معاملے میں بھی لجنہ کے ساتھ کوئی coordinated پروگرام بنائیں۔ تا کہ لڑکے لڑکیاں دونوں کی اصلاح اور تربیت ہو۔ رشتے طے کر کے بیٹھ جانا تو کوئی کام نہیں۔ اگر جتنے رشتے طے کیے اور اُس سے دوگنے ٹوٹ گئے تو فائدہ کیا ہوا؟

میٹنگ کے دوران حضور ایدہ اللہ نے مہتمم تعلیم صاحب سے استفسار کرتے ہوئے فرمایا کہ نیشنل عاملہ میں سے کتنے ممبران عاملہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب برکات الدعا کا مطالعہ کیا ہے؟

خادم: الحمد للہ حضور! ہماری تمام نیشنل مجلس عاملہ نے یہ کتاب بھی پڑھی ہے اور اس کا کوئز بھی فِل کیا ہے۔

حضور: کمال کر دیا ہے۔ یہ تو آپ نے اور عاملہ نے بڑا تیر مار لیا ہے۔ خانہ پوری ہے یا واقعۃً پڑھی بھی ہے۔

خادم: جی حضور ہماری رپورٹ کے مطابق پڑھی ہے اور کوئز بھی فِل کیا ہے۔

حضور: کمال کر دیا ہے۔ اگر واقعۃً پڑھ لی ہے تو پھر آپ کی عاملہ کو انعام ملنا چاہیے۔ ورنہ عام طور پر نیشنل عاملہ سمجھتی ہے کہ ہم ان چیزوں سے باہر ہیں اور دوسروں سے کام کروانا ہے خود نہیں کرنا۔ کوئز بھی کیا ہے۔ ماشاء اللہ۔

ایک خادم نے حضور کو سلام پیش کیا اور اپنا تعارف کروایا۔

خادم: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پیارے حضور! خاکسار نوید الاسلام۔ اور اس سال بطور مہتمم تبلیغ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

حضور: اچھا۔ کیا وجہ ہے کینیڈا میں تبلیغ کا شور زیادہ ہوتا ہے۔ پروگرام بھی اچھے ہوتے ہیں لیکن ہر سال بیعتوں کی تعداد امریکا میں زیادہ ہو جاتی ہے۔ 2019ء میں یہاں جو اُمراء کی میٹنگ ہوئی تھی اُس وقت بھی میں نے امیر صاحب کو کہا تھا کہ کیا وجہ ہے بیعتیں امریکا کی زیادہ ہیں۔ 2020 میں بھی امریکا کی زیادہ تھیں اور 2021 میں بھی امریکا کی زیادہ ہیں حالانکہ کام آپ کے زیادہ ہوتے ہیں۔

خادم: حضور! میرے خیال میں ہماری طرف سے کچھ کمزوری ہے۔ فالو اپ ہم نہیں کرتے۔ ہمارے پاس Contacts تو بہت زیادہ آجاتے ہیں۔ لیکن فالو اپ اور پھر بیعت تک انہیں لے کر جانے میں جو chain ہے وہ Broken ہے۔

حضور انور نے فرمایا: دیکھیں اگر آپ کا طریقے کار پرانا ہے اور وہ رزلٹ صحیح نہیں دے رہا تو Strategy تبدیل کرنی ہو گی۔ کوئی دوسری Strategy لائیں جس سے ہم زیادہ بہتر رزلٹ لے سکیں۔ آج کل جو میں جنگوں کے واقعات بیان کر رہا ہوں۔ ان میں جب ایک کمانڈر دیکھتا تھا کہ یہاں فتح نہیں ہو سکتی تو پھر Strategy تبدیل کر دیتا تھا۔ تو یہی حال آج کل ہے۔ تلواروں کی جنگ تو نہیں لڑنی لیکن جو تبلیغ کی جنگ ہے اس میں تو پھر یہی ہے ناں۔ اگر ایک طرف سے آپ کو صحیح رزلٹ نہیں مل رہے اور سمجھتے ہیں کہ یہ کامیاب طریقہ نہیں ہے تو یہ ضروری تو نہیں کہ ہم اُسی روایتی طریقہ کو اپنائیں جسے ہم نے اپنایا ہوا ہے۔ پھر کوئی نئے نئے طریقے Explore کریں اور پھر یہ کہ کس طرح ہم ان نئے طریقوں سے زیادہ بہتر طور پر تبلیغ کر سکتے ہیں اور لوگوں کے اندر جا سکتے ہیں اور لوگوں کو قائل کر سکتے ہیں۔ اور پھر مختلف پاکٹس ہیں۔ آپ کو عربوں کے لیے وہاں جو عرب ڈیسک قائم ہے ان کے ساتھ مل کر اس پر علیحدہ بھی کام کرنا ہو گا اور جو ایشین مسلمان ہیں ان کے لیے علیحدہ۔ اور جو ایشین دوسرے مذہب کے ہیں ان کے لیے علیحدہ۔ پھر جو لوکل کنیڈین ہیں، عیسائی ہیں ان کے لیے علیحدہ۔ اور پھر جو natives ہیں First nation ان کے لیے علیحدہ۔ اس کے لیے ایک سکیم بنانی پڑے گی اور مختلف کمانڈر بنانے پڑیں گے۔ اگر آپ وہ بنا لیں تو جماعت والے بھی شاید آپ سے ہی سبق سیکھ لیں۔

خادم: حضور Close Contacts چاہیے ہمیں۔ one to one تبلیغ کی ضرورت زیادہ ہے۔

حضور: ہاں۔ وہ بھی چاہیے۔ دوستیاں بنائیں اور پھر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شامل کریں مثلاً عام خادم کو بھی کہیں کہ تم داعی الی اللہ نہیں بنتے تو کم از کم غیروں سے دوستیاں تو لگاؤ۔ اس کے influenced میں نہیں آنا۔ اس کو بتانا ہے کہ دین کیا چیز ہے؟ اسلام کیا چیز ہے؟ تو ایسے بہت سے لوگ ہوسکتے ہیں جو داعی الی اللہ بننے سے ڈرتے ہوں لیکن آپ کے ویسے کام آسکتے ہیں۔ ان کو بھی نکالیں۔ ایسے بھی آپ کے بہت سے لوگ نکل آئیں گے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا۔ ہاں جی صدر صاحب ختم ہو گیا!! آپ کے تو تعارف میں ہی ایک گھنٹے سے زیادہ لگ گیا۔ اس لیے اگر کوئی سوال تھا بھی تو میری جو باتیں ہیں اُسی کو سوال جواب سمجھ لیں اور آپ کے جو خاص خاص شعبے ہیں ان کے مہتمین بھی اس کے مطابق کام کر لیں۔ تو یہی کافی ہے۔ ایک گھنٹے سے چھ، سات منٹ اوپر بھی ہو گئے ہیں۔

اب آپ جا کر ناشتہ کریں اور رات کو نیند آ گئی تھی آرام سے؟ یا پریشانی میں نیند بھی نہیں آئی؟ جس پر صدر صاحب نے جواب دیا کہ پیارے حضور! پریشانی میں نیند نہیں آئی۔ اس پر پیارے امام ایدہ اللہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ چلیں پھر ناشتہ کر کے جلدی جلدی سو جائیں۔

(جاری ہے۔)

تقریب مسرت

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارے پوتے عزیزم شہزیب احمد سامی ابن منیر شہزاد سامی اور شازیہ سامی کی شادی کی تقریب 30 اگست 2021ء کو ٹورنٹو کینیڈا کے Bella Gardens میں منعقد ہوئی۔ شہزیب احمد سامی، بشیرالدین احمد سامی مرحوم کے پوتے اور منیر احمد خواجہ مرحوم کے نواسے ہیں۔ عزیزم کا نکاح مکرمہ شائلہ شیخ جو مکرم محمود شیخ اور مکرمہ آنسہ شیخ کی بیٹی ہیں اور مکرم شیخ منظور الحسن مرحوم کی پوتی ہیں سے محترم ساغر محمود باجوہ مربی سلسلہ نے پڑھا، اسی دن تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس میں تلاوت قرآن کریم آئشم منیر صاحب نے کی اور محترم مربی صاحب موصوف نے دعا کروائی۔ دعوتِ ولیمہ 31۔اگست کو Capitol Banquet Centre ہال میں منعقد ہوئی۔ جس میں تلاوت کی سعادت مکرم زین احمد کو ملی اور دعا مکرم سلیمان اسفند مربی سلسلہ نے کروائی۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں یہ شادی خانہ آبادی ہر لحاظ سے مثمر بثمرات حسنہ ہو آمین اللھم آمین۔

صفیہ بشیر احمد سامی لندن

حال کینیڈا

درخواست دعا

مکرم عبدالہادی قریشی۔ مربی سلسلہ سیرالیون اعلان کرواتے ہیں:

خاکسار کے والدین عبدالرشید قریشی صاحب اور والدہ نصیرہ رشید صاحبہ گزشتہ کچھ دنوں سے بخار، کھانسی اور زکام کی وجہ سے بیمار ہیں اور خیال تھا کہ موسم کی تبدیلی کا نتیجہ ہے۔ کورونا ٹیسٹ کروانے پر دونوں کا ٹیسٹ مثبت آیا ہے۔ والد صاحب کی طبیعت میں اب بہتری ہے جبکہ والدہ صاحبہ کو کھانسی اور بخار زیادہ ہے۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جلد مکمل صحت سے نوازے اور ہر قسم کی پیچیدگی اور پریشانی سے محفوظ رکھے اور صحت و سلامتی والی لمبی فعال زندگی سے نوازے۔ آمین۔

شادی خانہ آبادی

مکرم شبیر احمد ثاقب استاد جامعہ احمدیہ یہ اعلان کرواتے ہیں کہ

الحمد للہ ہمارے پیارے بیٹے عزیزم تاثیر احمد وڑائچ کی شادی خانہ آبادی عزیزہ نادیہ عارف عرف طوبی بنت مکرم عارف علی ساکن نیویارک امریکہ سے 21 اکتوبر 2021ء کو ہوئی۔ بارات مکرم ڈاکٹر عبد الخالق خالد صدر مجلس انصار اللہ پاکستان کی قیادت میں ربوہ سے گوجرہ گئی خاکسار نے نکاح پڑھایا اور مکرم صدر صاحب نے دعا کرائی۔ اگلے روز 22 اکتوبر بروز جمعہ، جامعہ احمدیہ کے وسیع لان میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا اس پر وقار تقریب کی صدارت مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب نے فرمائی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ عزیزم حافظ مظہر احمد صاحب نے کی اور مکرم لئیق احمد منگلا نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا۔ بعدہ استاذی المکرم مرزا محمد الدین ناز صدر، صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے دعا کرائی۔ مکرم وکیل اعلیٰ صاحب تحریک جدید، ناظران، وکلاء، بعض امرائے اضلاع و ناظمین انصار اللہ، معززین شہر اور عزیز واقارب کی ایک بڑی تعداد ہماری اس خوشی میں شریک ہوئی۔

فجزاھم اللہ احسن ا لجزاء

قارئین الفضل کی خدمت میں اس رشتہ کے بابرکت، کامیاب اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

جاوید اقبال ناصر۔ مبلغ سلسلہ جرمنی

Tag der offnen Tür

آیئے! ہمارے دروازے آپ کے لیے کھلے ہیں

اللہ تعالیٰ کے اس حکم بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ کی تعمیل میں جرمنی کی جماعت ہروقت اِس کوشش میں رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام جرمن لوگوں تک پہنچایا جائے۔ کبھی تو خدام و انصار کے گروپس flyer action کے ذریعہ پیغام حق پہنچانے کے لیے میدانِ عمل میں نظر آتے ہیں۔ اور کبھی media کے مختلف ذرائع استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ اِسی طرح مسجد کا سنگ بنیاد ہو یا افتتاحی تقریب، ہر ایک پروگرام میں اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور حقیقی اسلام کا پیغام مخلوق خُداتعالیٰ تک پہنچایا جاتا ہے۔ اِن پروگرامز میں ایک دل پذیر اور مقبول پروگرام ”Tag der offnen Tür“ ہے۔ اس کی اہمیت اس لیے زیادہ ہو جاتی ہے کیونکہ اس دن کا تعلق جرمن قوم کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ تین اکتوبر 1990ء کو ایک معاہدے کے تحت دیوار برلن کو ختم کر کے مشرقی اور مغربی جرمن کو ایک کر دیا اور اس طرح جنگ عظیم دوئم کے بعد پہلی دفعہ ایک متحدہ جرمن دُنیا کے نقشہ پر نمودار ہوا۔ اور اس دن کا نام Tag der Deutschen Einheit یعنی German Unity Day کہلایا۔ اس دن عام تعطیل ہوتی ہے اور یہ دن سرکاری طور پر منایا جاتا ہے۔ اس دن بڑی بڑی کمپنیاں اور ادارے اپنے دروازے زائرین کے لیے کھلے رکھتے ہیں۔ چونکہ عام دنوں میں لوگوں کی وہاں تک رسائی نہیں ہوتی اس لیے لوگ جوق در جوق ان مقامات کا وزٹ کرتے ہیں۔ ان میں اکثر جگہوں پر coffee، چائے، کیک اور بسکٹ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ہماری جماعت بھی اس دن سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی مساجد اور نماز سنٹرز کے دروازے صبح سے لے کر شام تک مہمانوں کے لیے کھلے رکھتی ہے۔ اس پروگرام کی خوب تشہیر اور اشاعت کی جاتی ہے۔ benners اور flyers تو تقسیم کیے ہی جاتے ہیں۔ اخبارات اور ریڈیو کو بھی publicity کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ اکثر مساجد کے باہر کے دروازوں پر Tag der offnen Tür کا benner آویزاں کر دیا جاتا ہے۔ جو کہ لوگوں کے لیے کشش اور رغبت کا موجب بن جاتا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ حسب معمول اس سال بھی جرمنی کی جماعت Wittlich کو اس دن کی مناسبت سے ایک کامیاب پروگرام بیت الحمد (Hamd Mosque) میں کرنے کی توفیق ملی۔ اس پروگرام کو کامیاب کرنے کے لیے دو دفعہ صدر جماعت مکرم طاہر احمد صاحب ظفر کی زیر صدارت میٹنگ ہوئی اور کام کو تقسیم کیا گیا۔ پہلا کام publicity اور تشہیر تھا۔ اس کام کو مکرم نوید حبیب صاحب اور مکرم عمران احمد صاحب ظفر نے بڑی خوبی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور اس کے لیے مختلف ذرائع استعمال میں لائے گئے۔ اہم کاموں میں ایک کام مسجد کے صحن میں موجود گھاس اور درختوں کی کٹائی تھی۔ اس کی ذمہ داری برادرم قمرزمان صاحب نے لی۔ انہوں نے بڑی محنت اور جان فشانی سے اس کام کو سرانجام دیا۔ ضیافت کے فرائض سیکریٹری صاحب ضیافت محترم رانا جاوید اقبال صاحب نے ٹھیک ٹھیک اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے پوری ذمّہ داری سے ادا کیے۔ اس پروگرام کی بڑی ذمہ داری سیکریٹری صاحب تبلیغ کی تھی۔ جماعت wittlich کے سیکریٹری صاحب تبلیغ جو کہ ہم سب کے قابلِ احترام دوست ہیں۔ جن کا تعلق ترکی سے ہے اور کرد احمدی ہیں اُن کو Kasim Dalkilic کہا جاتا ہے۔ اسی طرح مسجد کی صفائی میں خدام، اطفال اور انصار نے بھرپُور حصّہ لیا۔ نیز لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اس میں پیش پیش رہیں۔

3 اکتوبر کو صبح 10 بجے ہی مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مہمانوں کا استقبال مسجد کے گیٹ پر کیا جاتا۔ وہاں پر ایک خادم عزیزم جاہد احمد ناصر صاحب کے ساتھ ہمارے دو اطفال موجود رہے۔ جو کہ تنظیمی لحاظ سے تو اطفال ہیں لیکن کام میں لگن اور شوق کے لحاظ سے وہ خدام سے کم نہیں۔ ناانصافی ہوگی، اگر اُن کا نام نہ لکھا جائے، تو وہ تھے مامون احمد اور رانا حسام جاوید۔ جو کہ آنے والے مہمانوں کے ناموں کا اندارج کرتے اور مسجد کے اندر جانے میں رہنمائی کرتے۔ مرد اور عورت مہمانوں کے لیے علیحدہ علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔ مردوں کے لیے اُوپر کی منزل پر اور عورت مہمانوں کے لیے پہلی منزل پر۔ دونوں ہالز میں نمائش لگائی گئی تھی جو کہ زائرین کو اپنی طرف متوجہ کرتی تھی۔ جہاں قرآن کریم کے مختلف تراجم کے نسخے ایک خاص انداز میں میزوں کے اُوپر سجائے گئے تھے۔ وہاں جرمن کتابوں کو بھی ایک ترتیب کے ساتھ رکھا گیا تھا۔ قرآن مجید کے جرمن ترجمہ کی تو الگ ہی شان تھی وہ تو ہر سو نمایاں نظر آتا تھا۔ ہالز کے اندر چاروں طرف بڑے بڑے کارڈز پر قرآنِ حکیم کی آیات، احادیث، اور بزرگوں کے اقوال لکھے گئے تھے۔ جو کہ مہمانوں کو اپنی خوبصورتی اور خوش منظری کی وجہ سے اپنے قریب کرتے ہوئے، پڑھنے پر مجبور کر دیتے۔ معزز مہمانوں کی مدد کے لیے مہمان دار

بقیہ صفحہ 6 پر

چھوٹی مگر سبق آموز بات

تعارف

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تعارف بہت عمدہ شئے ہے کیونکہ اس سے اُنس بڑھتا ہے جو کہ وحدت کی بنیاد ہے۔ حتّٰی کہ تعارف والا دشمن ایک ناآشنا دوست سے بہت اچھا ہوتا ہے کیونکہ جب غیر ملک میں ملاقات ہو تو تعارف کی وجہ سے دلوں میں اُنس پیدا ہو جاتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہوتی ہے کہ کینہ والی زمین سے الگ ہونے کے باعث بُغض جو کہ عارضی شئے ہوتا ہے وہ تو دُور ہو جاتا ہے اور صرف تعارف باقی رہ جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 129-130 ایڈیشن 1984ء)

(مرسلہ: فائقہ بشریٰ)

طلوع وغروب آفتاب

09 نومبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:09	17:41
مدینہ منورہ	05:13	17:37
قادیان	05:28	17:33
ربوہ	05:08	17:13
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:40	16:23